مُحدِّث

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

33

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
LAHORE - PAKISTAN

ماہنامہ
محدث
لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com   __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملت اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **محدث** لاہور

حافظ عبدالرحمن مدنی
مدیر اعلیٰ

حافظ حسن مدنی
مدیر معاون

فہرست مضامین

فکر و نظر

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا سانحۂ ارتحال — پروفیسر عبدالجبار شاکر — ۲

کتاب و حکمت

تفسیر تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، سورۂ فاتحہ — ڈاکٹر محمد لقمان سلفی — ۸

دار الافتاء

نماز اور خواتین کے مسائل، گھوڑے کی حلت...... — حافظ ثناء اللہ مدنی — ۲۴

فقہ و اجتہاد

۲۰۰۰ء کی تکمیل پر جشن منانے کی شرعی حیثیت — غازی عزیر — ۲۹

ملک و ملت

دنیا کی یلغار اور دو قومی نظریہ کا فروغ — پروفیسر ثریا بتول علوی — ۳۷

عالم اسلام

مصطفیٰ کمال اتاترک...... تصویر کا دوسرا رخ — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۴۶

عالم عرب میں انقلابات کی صدی...... — حافظ حسن مدنی — ۵۷

یاد رفتگاں

آہ...... حافظ عبدالقادر روپڑیؒ — عبدالرشید عراقی — ۶۰

ریاض میں مسئلہ سود پر مدیر اعلیٰ کی پریس کانفرنس — ادارہ — ۶۴

جلد ۳۲ / عدد ۱
شوال المکرم ۱۴۲۰ھ
جنوری ۲۰۰۰ء

زر سالانہ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ۱۵/روپے

بیرون ممالک
زر سالانہ ۱۵/ ڈالر
فی شمارہ ۲/ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984
UBL - Model Town Crossing, Lahore

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700

Ph: 5866476, 5866396, 852...
Email: lics99@ho...

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

Publisher: Hafiz Abdul Rahman Ma...
Printer: Shirkat Printers, Laho...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

موت العالِم موت العالَم

برصغیر پاک و ہند میں جن خاندانوں کو ان کی دینی، علمی اور تبلیغی مساعی کے باعث شہرتِ عام اور بقائے دوام کا مرتبہ حاصل ہے، ان میں بیسویں صدی میں روپڑی خاندان کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے ۔ یہ خاندان مسلکا اہلحدیث فکر سے متعلق ہے۔روپڑی خاندان میں علم و دعوت اور فکر و تحقیق کے اعتبار سے مرکزی شخصیت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ (م ۱۹۶۴ء) کی ہے۔ مگر ان کی وفات کے بعد اس خاندان کے جس بزرگ کو دعوتِ دین، علم مناظرہ اور دینی سیاست میں بہت عزت و شہرت نصیب ہوئی وہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ ہیں جبکہ ان کے بڑے بھائی شیریں بیاں خطیب اور ہر دل عزیز دینی رہنما حافظ اسمٰعیل روپڑیؒ، محدث روپڑیؒ کی وفات سے قبل ہی انتقال کر چکے تھے۔ دینی حلقوں میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرح مولانا اسمٰعیل روپڑیؒ کی شیریں لسانی اور مؤثر خطابت کا بہت چرچا تھا اور لوگ میلوں دور سے گھنٹوں پر محیط آپ کے خطاب کو سننے چلے آیا کرتے۔ یہ دونوں نامور خطیب اور عالم سگے بھائی حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے بھتیجے ہیں۔ ان میں سے مؤخر الذکر کا سانحۂ ارتحال ۶ر دسمبر ۱۹۹۹ء کو ہوا...... إنا للہ وإنا إلیہ راجعون !

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی شخصیت اور خدمات ان کی زندگی اور صحت کی حالت میں زبان زدِ عام تھیں مگر ان کی طویل بیماری کے بعد سانحۂ ارتحال پر پرشکوہ جنازہ اور اقصائے عالم سے ملنے والے تعزیتی پیغامات سے نمایاں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلکِ اہلحدیث سے تعلق رکھنے والوں میں بالخصوص اور دوسرے مسالک کے پیروکاروں میں بالعموم کس درجہ قبولیت عطا کر رکھی تھی۔ عرب و عجم میں ان کی وفات پر جن تعزیتی جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بادشاہوں سے لیکر علماء کی صفوں تک ہر کسی نے ان کے داغِ مفارقت کو محسوس کیا ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کے علاوہ سعودی عرب کے شیوخ و حکام اور اسلامی ممالک کے سفیروں اور ان ملکوں کے علماء نے جو تعزیتی بیانات دیئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب و عجم میں ان کی دینی اور دعوتی خدمات کو کس بلند نظری سے دیکھا جاتا تھا۔ وطن عزیز پاکستان کے ذرائع ابلاغ اور صحافتی حلقوں نے بھی ان کی دینی اور ملی خدمات کا بھرپور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کیا ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی رحلت سے ایک بات بہت واضح ہو کر سامنے آتی ہے اور اس حقیقت کو ہم فانی انسانوں کو ہر لمحہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقی عزت کا خزانہ صرف انہی لوگوں کے لیے خاص کر رکھا ہے جو اس کے دین قیم کی جبل متین کو مستحکم بناتے ہیں، اس پر اپنی صحت وجان داؤ پر لگاتے ہیں اور اس کی اشاعت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو حافظ عبدالقادر روپڑی کی دینی، ملی اور سیاسی خدمات کا دائرہ پینسٹھ سالوں پر محیط دکھائی دیتا ہے اس اجمال کی تفصیل یوں ہے :

ہندوستان میں امرتسر کا علاقہ کئی حیثیتوں سے ممتاز ہے۔ اس ضلع کی تحصیل اَنبالہ کے ایک گاؤں کیرپور میں آپ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی رحیم بخش حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے بڑے بھائی تھے۔ بچپن میں ہی والدہ کی وفات ہو جانے کی وجہ سے حافظ اسمٰعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی کو محدث روپڑیؒ نے اپنی تربیت میں لے لیا۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ علوم آلیہ زیادہ تر اپنے چچا حافظ محمد حسین امرتسری اور مولانا قادر بخش پٹیالوی سے پڑھے جب کہ علوم عالیہ کی تحصیل محدث روپڑیؒ سے کی۔ علومِ عقلیہ ونقلیہ سے فراغت کے وقت آپ کی عمر سولہ سال سے زائد نہ ہوگی کہ آپ نے روپڑ اور گردونواح میں دعوتی ذمہ داریوں کو سنبھال لیا۔ اس زمانے میں مسلک اہلحدیث کا معروف جریدہ ''تنظیم اہلحدیث'' محدث روپڑیؒ کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ آپ نے نہ صرف اس ہفت روزے کی صحافتی اور تنظیمی ذمہ داریوں میں بھرپور شرکت کی بلکہ خود بھی متعدد اور متنوع مضامین سپردِ قلم کئے۔ آپ کی خوش خطی کی وجہ سے محدث روپڑی کی زیادہ تر تحریریں بھی آپ ہی لکھا کرتے۔ آپ کی ان علمی اور صحافتی خدمات کو الگ سے جمع کرنے کی ضرورت ہے۔

برصغیر میں برطانوی حکمرانوں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات ایک تاریخی حقیقت ہیں مگر مسلمانوں میں اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے تحریکِ مجاہدین کی شکل میں جو قربانیں دی ہیں، ان کی عظیم داستان کے ورق بالاکوٹ سے 'چمرکند' تک ہر جگہ عظمت وعزیمت کے الفاظ سے مزین ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں برطانوی حکمرانوں نے برصغیر کو ایک آئین دیا، جس کے تحت ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں کانگریس کو پورے ہندوستان میں انتخابی غلبہ حاصل ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں مسلمانوں کو اس دوہرے عذاب سے رہائی ملی تو ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے الگ اسلامی سلطنت کے حصول کے لیے آئینی مطالبہ ایک قرارداد کی شکل میں پیش کیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جس میں نوجوان حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے جذباتِ حریت پورے عروج پر تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس عہدِ جوانی میں مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کی۔ روپڑ کی مسلم لیگ کے صدر بنے۔ اپنی حریت پسندانہ سرگرمیوں کے باعث قید و بند سے دوچار ہوئے مگر آپ کی سات سال پر محیط لمبی قید، حکومت اور مسلم لیگ کے درمیان ایک مفاہمت کے نتیجے میں بہت سے دوسرے مسلم لیگی کارکنوں کی طرح ان کی بھی رہائی کی شکل اختیار کر گئی۔ جیل میں آپ کی حریت پسندانہ سرگرمیاں خصوصاً اذان دینے اور نماز باجماعت کی ادائیگی کے سلسلے میں ہندو سپرنٹنڈنٹ جیل کو بہت ناگوار گزرتیں مگر اسے بھی مفاہمت کے سوا کوئی اور چارۂ کار نظر نہ آیا۔ مسلم لیگ کے لئے آپ کی ان شبانہ روز سرگرمیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں اس ڈویژن میں مسلم لیگی اُمیدوار کو ننانوے فیصد ووٹ حاصل ہوئے۔

۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر مسلمانوں کی سب بڑی ریاست اسلامی جمہوریہ پاکستان قائم ہو گئی۔ اس خاندان کے بزرگ محدث روپڑی اور ان کے برادران امرتسر اور کیمبل پور سے لاہور تشریف لائے اور چوک دالگراں کے قریب مسجدِ قدس اور مدرسہ کی بناڈالی، دوسرے مراکز اپنے رہائشی علاقہ ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن میں قائم کئے۔ اس خاندان کو تقسیم ہند میں بہت سے نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ عظیم علمی سرمایۂ کتب بھی منتشر ہوا۔ اس خاندان کے بیس سے زیادہ مرد وزن ہندوؤں اور سکھوں کی درندگی کا شکار ہو کر شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ محدث روپڑیؒ کے برادران ان کے دست وبازو بنے تو حافظ اسمٰعیل اور حافظ عبدالقادر بھی اپنے عظیم چچا کے دامانِ عاطفت میں آگئے اور اس طرح ان کے علمی، دعوتی اور مسلکی مشن میں شریک ہو گئے۔ یاد رہے کہ محدث روپڑی کو حافظ عبدالقادر سے جو والہانہ محبت تھی، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے آپ کو شرفِ دامادی عطا فرمایا۔ حافظ محمد حسین امرتسری (م ۱۹۵۹ء) اور حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی (م ۱۹۶۲ء) کے محدث روپڑی (م ۱۹۶۴ء) کی زندگی میں ہی وفات پا جانے کی وجہ سے لاہور میں مسجدِ قدس اور مدرسہ کی سرپرستی، تنظیم اہلحدیث کی اشاعت نو، جماعت اہلحدیث کی شیرازہ بندی، مسلکِ توحید و سنت کی تبلیغ، مناظرانہ سرگرمیاں اور اگلے ملی وسیاسی مصروفیات کے لیے آپ ہمہ تن مصروف رہے۔ اس لحاظ سے آپ کی شخصیت وسیع الاطراف اور آپ کی خدمات کثیر الجہات ہیں۔

علم کا اظہار عموماً تحریر و تقریر کے ذریعے ہوتا ہے۔ حافظ عبدالقادر کی کچھ تحریریں مضامین کی صورت میں ملتی ہیں مگر آپ کا اصل میدان تقریر و خطابت ہے۔ آپ نے دین وسیاست کے شعبوں میں بھرپور حصہ لیا اور بلا مبالغہ ہزاروں یادگار تقریریں کیں۔ تقریباً ساٹھ سال تک آپ نے محراب و منبر کی خدمت کی اور ہر مہینے کے دوتہائی دن مسافرت میں گزرتے اور اس مسافرت کی ہر منزل پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا قیام دعوت وخطاب کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے نہ ہوتا تھا۔ آپ فصیح البیان مقرر تھے۔ جس طرح کوئی صاحبِ طرز ادیب ہوتا تھا ویسے ہی آپ ایک صاحبِ طرز خطیب تھے۔ آپ عموماً کسی موضوع پر تقریر کرتے تو پھر اس موضوع کے ہر گوشے کا احاطہ کرتے۔ آپ کا استدلال ہمیشہ کتاب وسنت پر مبنی ہوتا تھا۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں تقریر فرماتے۔ آپ کا خطاب زیادہ تر قرآنی آیات اور احادیثِ نبویؐ سے مزین ہوتا تھا۔ قرآن پڑھنے کا ان کا اپنا ایک سادہ اسلوب تھا جو سننے والے کو مسحور کرتا تھا۔ تقریر کی دل نشینی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ گھنٹوں سامعین جم کر آپ کا خطاب سنتے اور سر دھنتے تھے۔

قوتِ استدلال کا یہ عالم تھا کہ بہت سے غیر مسلم آپ کی تقاریر سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے اور مسلمانوں میں سے بہت سے جامد مقلد حضرات تقلید کو ترک کر کے مسلکِ اہلحدیث قبول کر لیتے تھے۔ آپ کے خطابات سے متاثر ہو کر اسلام اور مسلک اہل حدیث کو قبول کرنے والے کسی صورت میں بھی ہزاروں سے کم نہیں ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد کی نصف صدی میں ملک کے چاروں صوبوں میں کوئی ایسا قابل ذکر شہر، قصبہ یا قریہ نہیں جہاں آپ کی خطابت کا جادو اپنا رنگ نہیں دکھاتا تھا۔ ہر چند آپ کے وعظ، تقاریر اور خطابات صرف اور صرف کتاب وسنت سے مستفیض اور مستنیر ہوتے مگر آپ کی شیریں زبان اور پرزور استدلال نے سامعین کے دلوں میں گھر کیا ہوا تھا۔ ہر کہیں آپ سے خطابت کی فرمائش ہوتی تھی اور آپ بھی اشاعتِ دین کے جذبے سے سرشار جائے معینہ اور وقت مقررہ پر وہاں تشریف لے جاتے۔ اس سلسلے میں آپ ہوائی جہاز، ریل بس، کار، موٹر سائیکل، سائیکل، گھوڑے خچر یا پیدل ہر طرح سے مختلف مقامات پر پہنچتے اور سامعین کے دلوں کو کتاب وسنت کے خالص نشے سے مسحور کرتے تھے۔ آپ کی تمام تر تقریر مدلل اور دلنشین ہوتی تھی۔ موقع محل کی مناسبت سے تمثیلات بھی پیش کرتے۔ ان کی تقاریر کے سینکڑوں ریکارڈ کیسٹ کی صورت میں دستیاب ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان تمام کیسٹوں کی مدد سے آپ کے خطابات کا ایک جامع مجموعہ مناسب تدوین کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ کتاب وسنت کی حقانیت پر مبنی آپ کے مخصوص طرزِ استدلال اور طرزِ تکلم کو محفوظ کیا جا سکے

ع اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے!

حافظ صاحب کی شخصیت اور خدمات کا ایک پہلو اُن کی مناظرانہ سرگرمیاں ہیں۔ علومِ اسلامیہ میں مباحثہ ومجادلہ اور مناظرہ کی ایک خاص اہمیت ہے۔ علم مناظرہ کی تاریخ صدیوں قدیم ہے اور اس موضوع پر بہت سی معرکۃ الآراء کتب موجود ہیں۔ مدارسِ نظامیہ میں فن مناظرہ کی مخصوص کتاب رشیدیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ تقابل اَدیان کی مشق کی غرض سے انہیں سبقاً سبقاً پڑھاتے ہیں۔ حافظ صاحب اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے غیر مسلموں سے بھی مناظرے کئے اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں سے بھی اس فن کی داد وصول کی۔ آپ کی ان مناظرانہ سرگرمیوں کے باعث آپ کو رئیس المناظرین کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

قیامِ پاکستان سے قبل دہلی میں آپ کا ایک یادگار مناظرہ آریہ سماجیوں سے ہوا۔ جس میں آریہ سماجی مناظر نے استفسار کیا کہ قرآن سے ثابت کیجئے "اللہ ہندو ہے یا مسلمان ......؟" اس سوال کے جواب میں حافظ صاحب نے سورۂ بقرہ کی وہ آیات تلاوت کیں جن میں ایک گائے کو ذبح کرنے کا حکم ہے۔ ان آیات کے ترجمہ سے حافظ صاحب نے استدلال قائم کیا کہ اگر اللہ ہندو ہوتا تو کبھی گائے ذبح کرنے کا حکم نہ دیتا۔ اس جوابِ ناطق سے آریہ سماجی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مناظرہ کے لیے ضروری ہے کہ صاحبِ مناظرہ کا ذہن اَخاذ ہو، اس کا حافظہ مثالی ہو، استحضار علمی ہو، وسیع المطالعہ ہو، ذہانت وفطانت کا بہرۂ وافر اُسے ملا ہو، اِستخراجِ مسائل کا سلیقہ رکھتا ہو، طبیعت میں نکتہ سنجی، نکتہ دانی اور نکتہ آفرینی ہو نیز مخاطب کی نفسیات اور معتقدات سے بخوبی شناسائی رکھتا ہو۔ حافظ صاحب میں مذکورہ بالا سب صفات موجود تھیں، اس لیے وہ مخالف مناظر پر چھا جاتے تھے۔ ان معرکوں میں ان کی معاونت کے لیے محدث روپڑیؒ کے علاوہ ان کے چچا حافظ محمد حسین روپڑی یا ان کے بھائی حافظ محمد اسمٰعیل روپڑیؒ بھی موجود ہوتے۔ حافظ صاحب نے غیر مسلموں میں سے یہ مناظرے عیسائیوں، ہندوؤں، آریہ سماجیوں اور قادیانیوں کے ساتھ کئے۔ مسلم فرقوں میں سے ان کے زیادہ تر مناظرے بریلوی، دیوبندی، چکڑالوی، پرویزی اور شیعہ حضرات کے ساتھ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ خصوصی کرم تھا کہ زندگی بھر تمام تر مناظروں میں ان کو سبقت حاصل رہی۔ کاش کوئی ان تمام مناظروں کی تفصیلات کو جمع کردے تو یہ تقابل اَدیان کے مطالعہ کے لیے بہترین علمی وسیلہ ہو۔

حافظ صاحب تحریکِ ختم نبوت کے ہمیشہ ہراوّل دستے میں شامل رہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے ساتھ مل کر مشترکہ جدوجہد بھی کی۔ قادیانیت کے خلاف حافظ صاحب ایک شمشیر برہنہ تھے۔ ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان کرنے میں انہیں غیر معمولی دسترس تھی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت ہو یا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی آئینی جدوجہد، وہ ہر مرحلے میں پیش پیش رہے۔ امتِ مسلمہ کو اس فتنے کی شرانگیزیوں سے باخبر کرنے کے لیے انہوں نے قریہ قریہ تقاریر کیں۔ اس ضمن میں ان کا شمار اکابرین ختم نبوت میں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان تاریخ ساز مساعی کو قبول فرمائے اور ان کے حسنات میں شمار فرمائے!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے سلفی مشرب حضرات کی تنظیم سازی سے انہیں خصوصی تعلق تھا۔ پنجاب میں تنظیم اہلحدیث کی تشکیل اگرچہ محدث روپڑیؒ کی سرپرستی میں تمام اہلحدیث گروپوں نے مل کر قیامِ پاکستان سے قبل کی تھی مگر قیامِ پاکستان کے بعد جماعت اہل حدیث کے نام سے اس کی سرگرمیوں کو بہت فروغ ملا۔ دوسرے اسلامی ممالک بالخصوص حکومت سعودیہ اس جماعت کی مساعی کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ روپڑی خاندان کے سعودیہ کے شاہی خاندان اور اہل علم سے خصوصی مراسم ہیں۔ آلِ سعود اس خاندان کے علماء کو اپنا خصوصی مہمان بناتے اور خصوصی ہدایا سے نوازتے تھے۔ آلِ سعود، آلِ شیخ اور روپڑی علماء کے درمیان باہمی تعلقات کا یہ باب ابھی تک روشن ہے۔ اور دونوں کو ایک دوسرے کی دینی خدمات اور مساعی کا اعتراف ہے۔

حافظ صاحب دینی خدمات کے ساتھ ملی اور سیاسی جدوجہد میں شریک ہوتے رہے۔ تقسیم ہند سے قبل وہ مسلم لیگ میں ایک فعال کردار ادا کرتے رہے، اس سلسلے میں انہوں نے قید وبند کی سختیاں جھیلیں۔ مگر تقسیم کے بعد وہ دستورِ اسلامی کی جدوجہد میں دوسری دینی جماعتوں کے ساتھ برابر شریک رہے۔ ۱۹۷۴ء میں وہ پاکستان جمہوری پارٹی میں شامل ہوگئے۔ اور اس کے نائب صدر کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظام مصطفیٰ کے ہراوّل دستے میں تھے، اسی ضمن میں گرفتار بھی ہوئے اس سلسلے میں لاہور، راولپنڈی اور میانوالی جیل میں محبوس رہے۔ اپنی زندگی کے آخر تک وہ ملی تحریکات میں پیش پیش رہے۔ برصغیر کے علاوہ انہوں نے زندگی کے مختلف اوقات میں امریکہ، یورپ اور مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک کی کانفرنسوں میں شرکت کی اور وہاں معرکۃ الآراء خطابات کئے۔ حادثہ حرم سے قبل حرمین میں وعظ کرنے کی آپ کو خصوصی اجازت حاصل تھی۔

عالم اسلام کا یہ بطل جلیل زندگی کے آخری سات سال مختلف عوارض کا شکار رہا۔ بالکل آخری دو سال بستر علالت پر بسر ہوئے۔ اس دوران عالم اسلام بالخصوص ائمہ حرمین اور سعودی عرب کے علماء آپ کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لاتے رہے۔ مختلف ملکوں کے سفیر اور دوسرے حکام بھی آپ کی مزاج پرسی کرتے رہے۔ بالآخر علم وفضل کا یہ سورج ۶/دسمبر ۱۹۹۹ء کو غروب ہوگیا۔ ماڈل ٹاؤن، لاہور کے ایک وسیع سبزہ زار میں ان کی نمازِ جنازہ میں زندگی کے ہر طبقہ فکر کے ہزاروں لوگ شریک ہوئے دور دور کے دیہات سے ان کے معتقدین کے تعزیتی قافلے ان کے جنازہ اور تدفین میں شریک ہوئے مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین، مختلف مسالک کے علماء اور نامور دانشوروں اور صحافیوں نے ان کے سفر آخرت میں ان کی میت کو کندھا دیا۔ گارڈن ٹاؤن کے خاندانی قبرستان میں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ محمد حسین امرتسری، اور حافظ اسمٰعیل روپڑیؒ کے ساتھ انہیں ابدی رفاقت میسر آئی۔ ان کی ذات پر یہ مقولہ کس قدر صادق آتا ہے موت العالِم موت العالَم!!

(پروفیسر عبدالجبار شاکر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، ریاض

تفسیر تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن

ہند کے معروف صاحب علم، صوبہ بہار کے جامعہ ابن تیمیہ کے سرپرست اعلیٰ محترم جناب ڈاکٹر محمد لقمان سلفی تیسیر الرحمن لبیان القرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھ رہے ہیں جو تکمیل کے مراحل میں ہے۔ بنیادی طور پر یہ تفسیر سلفی اسلوب و منہج کی حامل ہے جس میں قرآن کریم کو قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ ائمہ سلف کی تشریحات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ممتاز مفسر کی مخصوص صلاحیت، مہارت اور ذوق و میلان کے مطابق اس تفسیر کے بعض امتیازات ہیں جن کا جائزہ اگرچہ ایک مستقل موضوع ہے تاہم اس کے بارے میں چند اہم تبصرے محدث کی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین ہوں گے۔ ان شاء اللہ..... فی الحال اہل علم کے مطالعہ کے لئے محدث کے ان اوراق میں ڈاکٹر لقمان سلفی کی مرتب کردہ اس تفسیر سے سورۂ فاتحہ کی مکمل تفسیر تعارف کے طور پر پیش کی جارہی ہے۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی سعودی عرب کی معروف یونیورسٹی جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کی المعهد العالي للقضاء (جوڈیشل انسٹیٹیوٹ) سے پی ایچ ڈی ہیں۔ عربی، اردو کے علاوہ انگریزی میں بھی کافی دسترس رکھتے ہیں۔ ایک عرصہ مفتی اعظم سعودی عرب شیخ ابن باز کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ اس اعتبار سے شیخ ابن باز کی تربیت اور علمی رہنمائی سے بھی انہیں حظ وافر نصیب ہوا ہے۔ آپ کی زیر نظر تفسیر حسن ترتیب اور واضح اسلوب بیان سے مزین ہے جس میں متعلقہ مسائل کو اختصار کے ساتھ نکات وار جمع کرنے کی اچھی کوشش کی گئی ہے۔ بعض اختلافی مسائل کی شافی وضاحتیں بھی اپنے مقام پر موجود ہیں۔ (محدث)

سورۂ فاتحہ

(۱) یہ سورت مکی ہے یا مدنی؟ مکی ان سورتوں کو کہتے ہیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں، اور مدنی ان کو جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک سورۂ فاتحہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورۂ فاتحہ دوبار نازل ہوئی۔ پہلی بار مکہ مکرمہ میں اور دوسری بار ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں۔ لیکن راجح یہی ہے کہ یہ صرف ایک بار، ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

(۲) اس کے کئی نام ہیں: قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس سورت کے کئی نام آئے ہیں امام قرطبیؒ نے اس کے بارہ نام بتائے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱) الصّلاۃ: جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے: "قسمتُ الصّلاة بيني وبين عبدي نصفين" یعنی میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کردیا ہے۔ اس حدیث میں صلاۃ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ اس سورت کا ابتدائی نصف حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی ربوبیت،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الوہیت اور ملوکیت کا اعتراف ہے، اور دوسرا نصف حصہ اللہ سے دعا و مناجات ہے۔

۲) الحمد: اس لئے کہ اس سورت میں حمد کا ذکر ہے۔

۳) فاتحة الكتاب: اس لئے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت، مصحف کی کتابت اور نماز کی ابتدا اِسی سورت سے ہوتی ہے۔

۴) اُمُّ الكتاب: امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر کے شروع میں لکھا ہے کہ اس کا نام اُمُّ الکتاب اس لئے ہے کہ مصحف کی کتابت اور نماز میں قراءت کی ابتدا اِسی سے ہوتی ہے۔ ایک توجیہ اس کی یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سورت میں قرآنِ کریم کے تمام معانی و مضامین کا ذکر اجمالی طور پر آگیا ہے۔

۵) اُمّ القرآن: امام ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ الحمد للہ اُمُّ القرآن ہے، اُمُّ الکتاب ہے اور سبع مثانی ہے۔

۶) السبع المثاني: اس لئے کہ یہ سورت سات آیتوں پر مشتمل ہے، اور نماز کی ہر رکعت میں ان آیتوں کا اِعادہ ہوتا ہے۔

۷) القرآن العظيم: اس لئے کہ اس میں تمام قرآنی علوم کا ذکر کیا گیا ہے۔

۸) الشفاء: امام دارمی نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: في فاتحة الكتاب شفاء من كل داء یعنی سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفا رکھی ہے۔

۹) الرُّقیة: یعنی 'دم' اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس صحابی سے جس نے ایک سردارِ قبیلہ پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا اور اُس کے جسم سے سانپ کا زہر اُتر گیا تھا، کہا کہ تجھے کس نے بتایا کہ یہ 'دم' ہے؟ تو صحابی نے کہا: یارسول اللہ! میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی۔

۱۰) الأساس: امام شعبیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ قرآن کی اساس سورۂ فاتحہ ہے، جب کبھی بیمار پڑو تو اس سورت کے ذریعہ شفا حاصل کرو۔

۱۱) الوافية: سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔ یعنی دیگر سورتوں کی طرح اسے نصف نصف دو رکعتوں میں پڑھنا جائز نہیں، اس لئے اس کا نام الوافیۃ ہے۔

۱۲) الكافية: یحییٰ بن ابی کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ سورت دوسری سورتوں کے بدلے میں کافی ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری سورتیں اس کے بدلہ میں کافی نہیں ہوتی ہیں، اس لئے اس کا نام "الکافیۃ" ہے۔

(۳) سورۃ الفاتحہ کی فضیلت: یہ سورت قرآنِ کریم کی عظیم ترین سورت ہے۔ اس کی فضیلت میں نبی کریم ﷺ کی کئی صحیح حدیثیں آئی ہیں۔ یہاں کچھ حدیثوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے:

۱) ترمذی اور نسائی نے اُبي بن کعبؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل میں اُمّ القرآن یعنی سورۂ فاتحہ جیسی سورت نہیں اُتاری۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کو سبع مثانی بھی کہتے ہیں"

۲) مسند احمد میں ہے کہ ابو سعید بن المعلیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآنِ کریم کی عظیم ترین سورت سکھاؤں گا۔ پھر آپ نے اُنہیں سورۂ فاتحہ کی تعلیم دی۔ اِس حدیث کو امام بخاری، ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۳) امام مالک نے موطأ میں روایت کیا ہے کہ ابو سعید مولیٰ عامر بن کریز نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن کعبؓ سے کہا: میں تجھے مسجد سے نکلنے سے قبل ایک ایسی سورت بتاؤں گا جیسی تورات وانجیل میں نہیں اُتاری گئی، اور نہ ہی قرآن میں ویسی کوئی دوسری سورت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ جب نماز کی ابتدا کرتے ہو تو کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے الحمد للہ ربّ العالمین پڑھی، آپ نے فرمایا: یہی وہ سورت ہے۔

۴) امام احمد نے عبداللہ بن جابرؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کی سب سے بہترین سورت سورۂ فاتحہ ہے۔

۵) اس سورۂ کریمہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اِسے پڑھ کر پھونکنے سے سانپ کے کاٹے کا زہر اللہ کے حکم سے اُتر جاتا ہے۔

"امام بخاری نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک بار سفر میں تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک لڑکی آئی اور بتایا کہ قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور ہمارے لوگ باہر گئے ہوئے ہیں، کیا آپ لوگوں میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ تو ہم میں سے ایک آدمی اُٹھ کر گیا، جس کے بارے میں ہم لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ دَم کرنا جانتا ہے۔ اُس نے دم کیا تو سانپ کا زہر اُتر گیا۔ اس نے اسے تیس بکریاں دیں اور ہم سب کو دودھ بھی پلایا۔ جب وہ واپس آیا تو ہم نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم 'دَم' کرنا جانتے تھے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ بکریوں کے معاملہ کو ایسے ہی رہنے دو یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ جب ہم مدینہ آئے اور آپ (ﷺ) سے پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ 'دَم' ہے۔ تم لوگ ان بکریوں کو آپس میں تقسیم کرتے وقت میرا بھی ایک حصہ رکھنا۔ اس حدیث کو امام مسلم اور امام ابوداود نے بھی روایت کیا ہے۔ ...... مسلم کی بعض روایتوں میں ہے کہ دم کرنے والے ابو سعید خدریؓ ہی تھے۔"

۶) امام مسلم اور نسائی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس موجود تھے کہ اوپر سے ایک آواز سنائی دی، جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا اس سے ایک فرشتہ اُترا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو دو نور دیئے جانے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشخبری دیتا ہوں۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے: سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ ان کا ایک حرف بھی آپ پڑھیں گے تو اس کا بدل آپ کو دیا جائے گا۔

۷) سورۂ فاتحہ کی فضیلت اس سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے اس بات کو تین بار دہرایا۔ اس حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے 'نماز' (یعنی سورۂ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کردیا ہے، اور میں اپنے بندے کو وہ دیتا ہوں جو وہ مانگتا ہے (مسلم، نسائی، موطا، مسند احمد)

(۴) نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا امام اور مقتدی سب پر واجب ہے: نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔

جن حضرات نے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں سمجھا ہے، اُن کی مشہور دلیلیں یہ ہیں:

الف) اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا قُرِىءَ الْقُرآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ وَأَنصِتُوا...... الآية﴾ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کرو اور دھیان سے سنو۔ (الاعراف: ۲۰۴) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے اور نماز میں قراءتِ فاتحہ کے وجوب سے متعلق حدیثیں خاص اور بہت ہی واضح اور صریح ہیں اور اس آیت کی تخصیص کرتی ہیں۔

ب) ان کی دوسری دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے: مالي أنازع القرآن یعنی کیا بات ہے کہ نماز میں لوگ میرے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: لاتفعلوا إلاّ بأمّ القرآن فإنّه لاصلاة لمن لم يقرأ بها یعنی سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھو، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

ج) ان کی تیسری مشہور دلیل یہ حدیث ہے: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراة یعنی اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قراءت اُس کی قراءت ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں محدثین کا کلام ہے، وجوبِ قراءتِ فاتحہ والی صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے یہ قابل قبول نہیں۔ لیکن اس کا بہترین جواب یہ ہے کہ وجوبِ قراءت والی حدیثیں اس کی تخصیص کرتی ہیں۔ یعنی جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بعد امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہی ہوگی۔

اب آیئے، ان احادیث صحیحہ پر ایک نظر ڈالی جائے جن کی بنیاد پر محدثین کرام کی کثیر تعداد نے فاتحہ کی قراءت کو امام اور مقتدی سب کے لئے واجب قرار دیا ہے:

۱) ابوہریرہؓ کی حدیث جو اُوپر گذر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی نماز پڑھی اور اُس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہوگی"۔ حضور نے یہ بات تین بار دہرائی۔ ابوہریرہؓ سے کہا گیا کہ ہم لوگ تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آہستہ پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے نماز (سورۂ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کردیا ہے۔ (مسلم، نسائی، موطا، مسند احمد)

(۲) ابوہریرہؓ ہی کی دوسری حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے" (صحیح ابن خزیمہ)

(۳) عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا" (متفق علیہ)

(۴) ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ اعلان کردینے کا حکم دیا:

لاصلاۃ إلاّ بقراءۃ فاتحۃ الکتاب فما زاد (ابوداود)

یعنی "نماز صحیح نہیں ہوتی جب تک سورۂ فاتحہ اور قرآن کا کچھ اور حصہ نہ پڑھا جائے"

یہی قول صحابہ کرام میں عمر بن خطاب، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، اُبی بن کعب، ابوایوب انصاری، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبادہ بن صامت، ابوسعید خدری، عثمان بن ابی العاص، خوات بن جبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم کا ہے۔ اور ائمہ کرام میں شافعی، احمد، مالک، اوزاعی وغیرہم کی یہی رائے ہے۔ یہ سبھی حضرات نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

أعوذ با للہ من الشیطن الرّجیم

"میں اللہ تعالیٰ کے ذریعہ مردود شیطان سے پناہ مانگتا ہوں"

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بندوں کو مردود شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:
﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (الاعراف: ۱۹۹، ۲۰۰) ...... اور فرمایا: ﴿وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ﴾ (المومنون: ۹۷، ۹۸) اور فرمایا:
﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (فصلت: ۳۴، ۳۶)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو شیطان سے پناہ مانگنے کی نصیحت کی ہے، کیونکہ جنوں کا شیطان، انسان کا ایسا دشمن ہے جو کسی بھی بھلائی اور احسان کو نہیں مانتا، اور ہر وقت اُس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف سازش میں لگا رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ مسلمان کی زندگی میں اللہ کے ذریعہ شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگنے کی بڑی اہمیت ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر کہتے: سبحانك اللّٰهم ربّنا وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدُّك ولا إله غيرك پھر تین بار لا إله غيرك کہتے، پھر کہتے: أعوذ با لله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه (ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے:

اللّٰهم إنّي أعوذبك من الشيطان الرجيم من نفخه ونفثه (ابن ماجہ)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”دو آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آپس میں گالی گلوچ کیا۔ اُن میں سے ایک آدمی اتنا زیادہ غصہ ہوا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ناک غصہ سے پھٹ جائے گی، آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے اگر وہ کہے تو اُس کا غصہ ختم ہو جائے۔ معاذ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سا کلمہ ہے؟ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا، یوں کہے: اللّٰهم إنّي أعوذبك من الشيطان الرجيم (احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی) اسی حدیث کو حافظ ابو یعلی موصلی نے اُبی بن کعب سے روایت کیا ہے۔

قرآنِ کریم کی تلاوت سے پہلے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم

عام حالات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات کا خاص طور پر حکم دیا ہے کہ جب وہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا چاہیں تو پہلے اللہ کے ذریعہ شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگ لیں۔ سورۃ النحل میں ہے: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

کہ ”جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کے ذریعہ مردود شیطان سے پناہ مانگ لو“

اسی آیت کے پیش نظر جمہور علماء کا قول ہے کہ نماز کے علاوہ دیگر حالات میں قراءتِ قرآن کی ابتدا سے پہلے أعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے۔ حالتِ نماز کے بارے میں راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ سے قبل أَعُوْذُ بِاللّٰهِ سری یا جہری طور پر پڑھ لیا جائے۔ کیونکہ یہ آیت قراءتِ قرآن کی تمام حالتوں کو شامل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کس سورت کی آیت ہے؟

صحابہ کرام نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جو مصحف تیار کیا اور جس کی تمام صحابہ کرام نے تائید و توثیق کی، اُس مصحف میں سورۂ براءت کے علاوہ تمام سورتوں کی ابتدا میں بسم اللہ لکھی گئی۔ اُس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف میں کوئی بھی ایسی چیز نہ لکھی گئی جو قرآن کریم کا حصہ نہ تھی۔ نہ سورتوں کے نام لکھے گئے، نہ ہی آیتوں کی تعداد اور نہ کلمہٗ آمین۔ تاکہ کوئی شخص غیر قرآن کو قرآن نہ سمجھ لے، اِس تمام تر احتیاط کے باوجود 'بسم اللہ' صرف ایک سورت کے علاوہ تمام سورتوں کی ابتدا میں لکھی گئی، جن کی تعداد ایک سو تیرہ ہے۔ یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ 'بسم اللہ' سورۂ نمل کی ایک آیت کا بعض حصہ ہونے کے علاوہ ایک مستقل آیت بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر ہر سورت کی ابتدا سے پہلے اُترا کرتی تھی۔ اور اسی کے ذریعہ آپ ﷺ جان پاتے تھے کہ ایک سورت ختم ہو گئی، اب دوسری سورت کی ابتدا ہونے والی ہے۔ اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ہوتی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ ایک سورت کی انتہا اور دوسری سورت کی ابتدا اُس وقت تک نہیں جانتے تھے جب تک "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نئے سرے سے نازل نہیں ہوتی تھی"۔ اس حدیث کو ابوداودؒ اور حاکمؒ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہاں تک یہ بات ثابت ہو گئی کہ 'بسم اللہ' قرآنِ کریم کی ایک آیت ہے۔ اِس کے بعد علماءِ کرام کا اختلاف رہا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ سورۂ براءت کے علاوہ یہ ہر سورت کی ایک آیت ہے، تو گویا سورۂ فاتحہ کی بھی ایک آیت ہے۔ امام مالک، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ یہ نہ تو سورۂ فاتحہ کی آیت ہے نہ ہی کسی دوسری سورت کی۔ داودؒ ظاہری کا خیال ہے کہ ہر سورت کی ابتدا میں یہ ایک مستقل آیت ہے، لیکن کسی سورت کا حصہ نہیں ہے۔

بسم اللہ بآوازِ بلند پڑھی جائے یا آہستہ؟

اس اختلاف کی وجہ سے جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ کو بآوازِ بلند پڑھنے کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہو گیا ہے۔ جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت نہیں، یہ ایک مستقل آیت ہے، کسی سورت کی آیت نہیں، وہ کہتے ہیں کہ جہری نمازوں میں بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے گی۔ اور جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ سورۂ براءت کے علاوہ ہر سورت کی آیت ہے۔ اُن میں امام شافعی اسے جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ اور ہر سورت کے پہلے بآوازِ بلند پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان لوگوں نے ابوہریرہ، ابن عباس، اور اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے مروی احادیث سے استدلال کیا ہے، جن میں اس بات کی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ فاتحہ سے پہلے 'بسم اللہ' بآوازِ بلند پڑھی (دیکھئے تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر)

لیکن خلفاءِ اربعہ، احمد بن حنبل اور سفیان ثوری وغیرہم کی رائے ہے کہ نماز میں بسم اللہ بآوازِ بلند نہیں پڑھی جائے گی۔ ان لوگوں نے امام مسلم کی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کردہ حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں قراءت، الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ اسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح صحیحین کی حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کردہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی، یہ حضرات ابتدا الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

چونکہ دونوں ہی قسم کی حدیثیں صحیح ہیں۔ اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ کبھی آہستہ پڑھی اور کبھی بآوازِ بلند، اور جس صحابی نے جیسا دیکھا، ویسا بیان کیا۔ بہتر یہی ہے کہ کبھی آہستہ پڑھی جائے اور کبھی بآوازِ بلند، تاکہ دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ اور ائمہ کرام کا اس پر اتفاق بھی ہے کہ چاہے بسم اللہ بآواز بلند پڑھی جائے یا آہستہ، نماز کی صحت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

بسم اللہ کی فضیلت

قرآنِ کریم کی کئی آیتوں اور کئی صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی میں بسم اللہ کی بڑی اہمیت ہے۔ اور کوئی بھی کام کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا باعثِ خیر و برکت اور اللہ کی نصرت وحمایت اور تائید وحفاظت کا سبب ہے۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ بسم اللہ کہنے سے شیطان ذلیل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مکھی کی مانند حقیر بن جاتا ہے۔ اسی لئے کھانے پینے، جانور ذبح کرنے، بیوی سے مباشرت کرنے، وضو کرنے، اور بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے اور تمام دوسرے کاموں کے کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔

بسم اللہ کا معنی

یعنی ''میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے''

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ آدمی جب کوئی کام شروع کرنا چاہے تو اس کی ابتدا کرتے وقت نیت کرے کہ میں اس کام کی ابتدا اللہ کے نام سے کرتا ہوں۔

'اللہ' رب العالمین کا مخصوص نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دیگر تمام صفات اسی مخصوص نام کے وصف کے طور پر بیان ہوئی ہیں۔ رب العالمین کے علاوہ دوسروں کے لئے اس نام کا استعمال جائز نہیں۔ 'الرحمٰن' اور 'الرحیم' دونوں اللہ کی صفتیں ہیں اور رحمت سے ماخوذ ہیں، دونوں میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔ 'الرحمٰن' میں 'الرحیم' سے زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ 'الرحمٰن' رحمت کے تمام اقسام کو عام ہے اور دنیا و آخرت میں تمام مخلوق کو شامل ہے جبکہ 'الرحیم' مؤمنین کے لئے خاص ہے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيماً﴾ (الاحزاب: ۴۳)

بعض علماءِ تفسیر 'الرحمٰن' کو تو 'احسانِ عام' کے لئے مانتے ہیں۔ یعنی اللہ کی رحمت اس کی تمام مخلوقات کے لئے عام ہے، لیکن 'الرحیم' کو مؤمنین کے لئے خاص نہیں مانتے۔ انہوں نے ان دونوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات کی ایک بڑی اچھی توجیہ بیان کی ہے جو عربی زبان کے مدلول کے بالکل موافق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ 'الرحمٰن' سے مراد وہ ذات ہے جس کی نعمتوں کا فیض عام ہے، لیکن یہ فعل عارضی بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عربی میں اِس وزن کے اوصاف فعل کے عارضی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور لفظ 'الرحیم' دائمی اور مستقل صفتِ رحمت پر دلالت کرتا ہے۔ اِس لئے جب عربی زبان کا سلیقہ رکھنے والا آدمی اللہ تعالیٰ کی صفت (الرحمٰن) سنتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ وہ ذات جس کی نعمتوں کا فیض عام ہے لیکن وہ نہیں سمجھتا کہ رحمت اُس کی دائمی صفت ہے۔ اس کے بعد جب وہ الرحیم سنتا ہے تو اسے یقین کامل ہو جاتا ہے کہ رَحمت اس کی دائمی اور ایسی صفت ہے جو اس سے کبھی جدا ہونے والی نہیں (محاسن التنزیل: ۶/۲)

یہاں ایک اور بات ذکر کر دینے کے قابل ہے کہ الرحمٰن، نام اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ غیر اللہ کے لئے اس نام کا استعمال جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُواْ اللّهَ أَوِ ادْعُواْ الرَّحْمَـنَ أَيّاً مَّا تَدْعُواْ فَلَهُ الأَسْمَاءُ الْحُسْنَى﴾ (الاسراء: ۱۱۰) جبکہ الرحیم غیر اللہ کی صفت (اس کی حیثیت وکیفیت کے مطابق) بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے: ﴿بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ یعنی وہ مومنوں کے ساتھ شفقت ورحمت کا سلوک کرنے والے ہیں۔ (التوبہ: ۱۲۸)

اللہ کے اسماء وصفات پر ایمان لانا ضروری ہے؟

ائمہ سلف کے نزدیک یہ متفق علیہ قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر اور اُس کی صفات پر مرتب شدہ اَحکام پر ایمان لانا واجب ہے۔ قرآنِ کریم میں اور نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث میں اللہ کے جو اسماء وصفات ثابت ہیں، اُن پر اسی طرح ایمان لانا ضروری ہے جس طرح ثابت ہیں، نہ اُن کی کیفیت بیان کی جائے گی اور نہ ہی اُن کی تاویل کی جائے گی اور نہ اُنہیں معطل قرار دیا جائے گا۔ امام مالکؒ سے جب اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''استوا معلوم ہے، اُس کی کیفیت مجہول ہے، اُس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے، اور اُس پر ایمان رکھنا واجب ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات پر جو اَحکام مرتب ہوتے ہیں اُن پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ مثلاً 'الرحمٰن' اور 'الرحیم' اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، تو یہ ایمان رکھنا ہوگا کہ اللہ بڑا ہی رحمت والا اور بہت ہی مہربان ہے، اسے ہر چیز کا علم ہے۔ یہی قاعدہ تمام صفاتِ الٰہیہ کے بارے میں جاری ہوگا۔ سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے اور اسی طریقہ کو اختیار کرنے میں ہر بھلائی ہے۔

...... سورۂ فاتحہ مکی ہے، اس میں سات آیتیں ہیں ......

ترجمہ سورۃ فاتحہ: ''میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے[۱] سب تعریفیں[۱] اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پالنے[۲] والا ہے[۲] نہایت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربان(۳) بے حد رحم کرنے والا ہے[۳] قیامت کے دن کا مالک(۴) ہے[۴] ہم تیری ہی عبادت(۵) کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں[۵] ہمیں سیدھی راہ(۶) پر چلا[۶] ان لوگوں کی راہ پر جن پر(۷) تو نے انعام کئے۔ ان کی راہ نہیں جن پر تیرا غضب(۸) نازل ہوا، اور نہ ان کی جو گمراہ(۹) ہوگئے'' [۷]

(۱) لفظ 'حمد' کا ترجمہ تعریف کرنا ہے۔ حمد اور شکر میں فرق یہ ہے کہ حمد صرف زبان سے ہوتا ہے اور ضروری نہیں کہ کسی نعمت کے مقابلہ میں ہو۔ جبکہ شکر زبان، دل اور دیگر اعضا کے ذریعہ کسی نعمت اور داد ودہش پر ہوتا ہے۔ اور اس پر اَلْ استغراق وشمولیت کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے داخل کیا گیا ہے۔ یعنی حمد وثنا اور تعریف وتوصیف کی وہ تمام قسمیں جو آسمان وزمین کے درمیان ہوسکتی ہیں، وہ سب اللہ کے لئے ہیں۔ ابن جریر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف خود بیان کرکے اپنے بندوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ اس کی تعریف بیان کریں۔

امام ابن قیمؒ نے اپنی کتاب طریق الھجرتین میں لکھا ہے کہ ہر اعلیٰ صفت، ہر اچھے نام، ہر عمدہ تعریف، ہر حمد ومدح، ہر تسبیح وتقدیس اور ہر جلال وعزت کی جو کامل ترین اور دائمی اور ابدی شکل ہوسکتی ہے، وہ سب اللہ کے لئے ہے۔ اللہ کی جتنی بھی صفتیں بیان کی جاتی ہیں، جتنے ناموں سے اس کو یاد کیا جاتا ہے، اور جو کچھ بھی اللہ کی بڑائی میں کہا جاتا ہے، وہ سب اللہ کی تعریفیں ہیں اور اُس کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس ہے۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے، ساری تعریفیں اس کے لئے ہیں، مخلوق کا کوئی فرد اس کی تعریفوں کو شمار نہیں کرسکتا۔

(۲) الرَّب کا معنی ہے، وہ آقا جس کی اطاعت کی جائے، وہ مالک جو تصرفِ کلی کا حق رکھتا ہے، وہ ذات برتر وبالا جو مخلوق کی اصلاحِ احوال کے لئے ہر تصرف کا حق رکھتی ہے۔ اَلْ کے اضافہ کے ساتھ الرَّب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مخلوق کے لئے اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مثلاً ربُّ الدار بمعنی گھر والا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کہا ہے: ﴿ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ﴾ اپنے آقا کے پاس لوٹ کر جاؤ (سورۂ یوسف:۵۰)

العالمین عالم کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز پر اُس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عالَم کا اِطلاق اِنس وجن اور ملائکہ وشیاطین پر ہوتا ہے۔ بہائم 'عالم' میں داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ سارے جہان والوں کا آقا ومالک اور اُن میں تصرف کرنے والا ہے۔ ربّ کا ایک معنی 'مربی' بھی کیا گیا ہے، بایں طور کہ وہ تربیت سے مشتق ہو، یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا بطورِ عام اور بطورِ خاص مدبّر ومربی ہے

بطورِ عام مربی اس طرح ہے کہ اس نے تمام خلائق کو پیدا کیا، ان کو روزی دی، اور ان امور کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف رہنمائی کی جو دنیاوی زندگی کے لئے نافع ہیں۔ اور بطورِ خاص اپنے اولیاء کا مربی ہے، یعنی ایمان کے ذریعہ اُن کی تربیت کرتا ہے، انہیں ایمان کی توفیق دیتا ہے اور صاحب کمال بناتا ہے۔ اور اُن رکاوٹوں کو دور کرتا ہے، جو اُس کے اور اُن اولیاء کے درمیان حائل ہو سکتے ہیں۔ یعنی اُنہیں ہر خیر کی توفیق دیتا ہے اور ہر شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور غالباً یہی راز ہے کہ انبیاء کرام کی تمام دعائیں کلمہ الرّب سے شروع ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اُن کے تمام مطالب اللہ کی ربوبیتِ خاص کے ضمن میں آتے ہیں۔

اس تمام تر تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ صفتِ خلق و تدبیرِ عالم اور صفتِ کمالِ بے نیازی و تمام نعمت میں اللہ تعالیٰ منفرد ہے اور آسمان و زمین کی تمام مخلوق ہر اعتبار سے اُس کی محتاج ہے۔

(۳) ان دونوں صفاتِ الٰہیہ پر کلام بسم اللہ کی تفسیر کے ضمن میں گذر چکا، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں صفتیں چونکہ اللہ کی رحمت پر دلالت کرتی ہیں، اس لئے بندے کے لئے ان میں ایک طرح کی ترغیب ہے۔ جبکہ صفت 'ربوبیت' میں ترہیب و تخویف ہے۔ اس سورت میں اللہ نے ترہیب و ترغیب دونوں کو جمع کر دیا ہے، تاکہ بندہ اپنے معبود کی اطاعت و بندگی کی طرف زیادہ راغب ہو، اور اس کا اپنی زندگی میں زیادہ اہتمام کرے۔

(۴) اللہ تعالیٰ جس طرح قیامت کے دن کا مالک ہے، اُسی طرح وہ دوسرے تمام دنوں کا مالک ہے۔ یہاں قیامت کے دن کا ذکر بالخصوص اس لئے آیا کہ اُس دن تمام مخلوقات کی بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ تمام شاہانِ دنیا اور ان کی رعایا، تمام آزاد و غلام اور چھوٹے بڑے سب برابر ہو جائیں گے اور صرف ایک اللہ کی ملوکیت و بادشاہت باقی رہے گی، سبھی اُس کے جلال و جبروت کے سامنے سرنگوں ہوں گے، اس کی جنت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ "قیامت کے دن اللہ پوچھے گا: آج کس کی بادشاہت ہے۔ پھر خود ہی جواب دے گا: صرف اللہ کی، جو ایک ہے اور قہار ہے" (غافر:۱۶)

قیامت کے دن کو یوم الدین اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال کے جزا کا دن ہو گا، جس نے اِس دنیا میں جیسا کیا ہو گا، اُسے اُس کا بدلہ مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَى مِنكُمْ خَافِيَةٌ﴾ جس دن تم لوگ اللہ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، اُس دن تم سے کوئی چیز مخفی نہ رہے گی (الحاقہ:۱۸)

'عبادت' کا لغوی معنی ہے: ذلت اور خشوع و خضوع۔ شریعتِ اسلامیہ میں عبادت ہر اُس عمل کو کہتے ہیں، جس میں اللہ کے لئے کمالِ محبت کے ساتھ انتہائی درجہ کا خشوع و خضوع اور خوف شامل ہو۔

'استعانت' کا مفہوم یہ ہے کہ حصولِ نفع اور دفعِ ضرر کے لئے اللہ تعالیٰ پر پورا پورا بھروسہ کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے، اس یقین کے ساتھ کہ وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

(۵) اس آیت کریمہ میں عبادت واستعانت دونوں کو اللہ کے لئے خاص کیا گیا ہے اور اللہ کے علاوہ تمام مخلوقات سے اُن کی نفی کی گئی ہے۔ عربی زبان میں اگر مفعول کو فعل پر مقدم کر دیا جائے تو حصر کا معنی دیتا ہے، یعنی اُس فعل کو اسی مفعول کے ساتھ خاص کر دیا جاتا ہے، اور دوسروں سے اُس کی نفی ہو جاتی ہے، تو گویا آیت کا معنی یہ ہوا کہ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے، ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے علاوہ کسی سے مدد نہیں مانگتے"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر ایک کی غلامی سے آزاد کر کے ایک اللہ کا بندہ بنادے، اُس کے ساتھ کسی چیز کو عبادت میں شریک نہ کرے، نہ اُس جیسی کسی سے محبت کرے، اور نہ اُس جیسا کسی سے ڈرے، نہ اُس جیسی کسی سے اُمید رکھے، صرف اُسی پر توکل کرے، نذر ونیاز، خشوع وخضوع، تذلل وتعظیم اور سجدہ وتقرب سب کا مستحق صرف وہ ہے، جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے۔

لیکن انسان نے ہمیشہ ہی اس تعلیم کو پس پشت ڈالا، اور اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک بنایا، غیروں سے مدد مانگی، شرک کے ارتکاب کے لئے بہانے تلاش کئے، اور اللہ کے بجائے انبیاء، اولیاء، صالحین اور قبروں میں مدفون لوگوں سے مدد مانگی۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان قوی ہو جاتا ہے، جب ہم آپ ﷺ کے فرمان کو یاد کرتے ہیں کہ: "اے لوگو! اس شرک سے بچو، یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ چیز ہے۔" (مسند احمد)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

> "بندہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کہے، اس لئے کہ شیطان اُسے شرک کرنے کا حکم دیتا ہے اور نفس انسانی اس کی بات مان کر ہمیشہ غیر اللہ کی طرف ملتفت ہو جاتا ہے، اس لئے بندہ ہر دم محتاج ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک کرتا رہے۔"

حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ

> "ہم تیری توحید بیان کرتے ہیں، اے ہمارے رب! اور تجھ ہی سے ڈرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تیری بندگی کرنے کے لئے اور اپنے تمام اُمور میں"۔

'عبادت' اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی وقت قابل قبول ہو گی، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو، اور اُس سے مقصود اللہ کی رضا ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کی تین قسمیں

اس سورت میں توحید کی تینوں قسموں کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے:

۱) توحیدِ ربوبیت: ﴿رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے ماخوذ ہے، توحیدِ ربوبیت یہ ہے کہ آسمان وزمین اور اس میں پائی جانے والی تمام مخلوقات کا خالق ورازق اور مالک ومدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

۲) توحیدِ اُلوہیت: لفظ اللہ اور ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ سے ماخوذ ہے، اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ عبادت کی جتنی قسمیں ہو سکتی ہیں، ان سب کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

۳) توحید اسماء وصفات: کلمۂ ﴿الْحَمْدُ﴾ سے ماخوذ ہے، اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اور رسول اللہ ﷺ نے صحیح احادیث میں اللہ کے جتنے اسماء وصفات ثابت کئے ہیں، اُن کو اسی طرح مانا جائے، نہ ان کا انکار کیا جائے، نہ اُن کی مثال بیان کی جائے، اور نہ ہی کسی غیر اللہ کے ناموں اور صفات کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: "الإستواء معلوم، والكيف مجهول والسؤال عنه بدعة والإيمان به واجب" یعنی استوا معلوم ہے، اس کی کیفیت مجہول ہے، یعنی یہ نہیں معلوم کہ اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کی کیا کیفیت ہے، اور اس کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے، یعنی اسلاف کرام کبھی اس کی کُرید میں نہ پڑے، اور اس پر ایمان لانا واجب ہے

(۶) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے، اور اس کے لئے کمالِ خشوع وخضوع اور اپنی انتہائی محتاجی ومسکنت کے اظہار کے بعد، بندے کے لئے اب یہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ اپنا سوال اس کے حضور پیش کرے اور کہے کہ اے اللہ صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی کر!!

'ہدایت' کا معنی: رہنمائی اور توفیق ہے اور صراط مستقیم سے مراد وہ روشن راستہ ہے جس میں کجی نہ ہو، جو اللہ اور اس کی جنت تک پہنچانے والا ہو اور یہ قرآن وسنت کی راہ ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد راہِ حق ہے۔ ابو العالیہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد نبی کریم ﷺ اور ان کے بعد ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سبھی اَقوال صحیح ہیں، اس لئے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی، اور ان کے بعد ان کے صاحبین کی اقتدا کی، اس نے حق کی اتباع کی، اور جس نے حق کی اتباع کی، اس نے اسلام کی اتباع کی، اور جس نے اسلام کی اتباع کی اس نے قرآن کی اتباع کی۔ اور یہی قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے، اُس کی مضبوط رسی اور اس کی سیدھی راہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواس بن سمعانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) کی ایک مثال بیان کی ہے، اس راہ کے دونوں جانب دو دیواریں ہیں، ان میں کچھ دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ ان دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے ہیں، اور سیدھی راہ پر ایک پکارنے والا کہہ رہا ہے: اے لوگو! سیدھی راہ پر گامزن ہو جاؤ اور اس سے انحراف نہ کرو۔ ایک اور پکارنے والا سیدھی راہ کے اُوپر سے پکار رہا ہے، جب کوئی آدمی ان دروازوں میں سے کوئی دروازہ کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے، دیکھو اسے نہ کھولو، اگر تم نے اِسے کھول دیا، تو اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ وہ سیدھی راہ 'اسلام' ہے۔ دونوں دیواریں اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں۔ کھولے گئے دروازے اللہ کی حرام کردہ امور ہیں اور سیدھی راہ کے سرے پر موجود پکارنے والا اللہ کی کتاب ہے، اور "سیدھی راہ کے اُوپر سے پکارنے والا" اللہ کی طرف سے ہر مسلمان کے دل میں موجود خیر کی دعوت دینے والا جذبہ ہے" (مسند احمد، ترمذی، نسائی)

مفسرین نے لکھا ہے کہ بندۂ مؤمن ہدایت پر ہونے کے باوجود، اس کا محتاج ہے کہ وہ ہر نماز میں اللہ سے رُشد وہدایت کا سوال کرتا رہے، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور دوام واستمرار بخشے۔ اس لئے آیت کا معنی یہ ہوگا کہ "اے اللہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ، اور اس کے علاوہ کسی اور راہ کی طرف نہ پھیر دے!!"

امام راغب اصفہانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ 'ہدایت' کا معنی قول و عمل میں اچھائیوں اور بھلائیوں کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے اس کا ظہور کئی منازل میں ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے بعد بالترتیب حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی پہلی منزل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو وہ قوتیں عطا کرتا ہے جن کی بدولت وہ اپنے منافع ومصالح تک پہنچ پاتا ہے، جسے انسان کے حواسِ خمسہ اور اس کی فکری قوت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ﴾ یعنی اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی رہنمائی کی (طٰہٰ: ۵۰)۔ اس کی دوسری منزل: انبیاء کی بعثت اور دعوت الی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا﴾ اور ہم نے ان میں اماموں کو پیدا کیا جو ان کی رہنمائی کرتے ہیں (السجدہ: ۲۴)۔ تیسری منزل: وہ روشنی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کثرتِ عبادت و عمل خیر کے سبب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم اپنی راہ کی طرف اُن کی رہنمائی کرتے ہیں (الانعام: ۱۹۰)۔ چوتھی منزل: دخولِ جنت کو ممکن بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا﴾ یعنی ہم نے ان کے دلوں سے کینہ کو نکال دیا، جنت میں اُن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور وہ کہیں گے کہ ساری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس جنت کی طرف ہماری رہنمائی کی (الاعراف:۴۳)

قرآنِ کریم کی آیات کے تتبع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت بمعنی دعوت ورہنمائی، سب کے لئے عام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ اور آپ ﷺ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں (الشوریٰ:۵۲)۔ لیکن "ہدایت" بمعنی توفیق اور جنت میں داخل کرنا، سب کو نصیب نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ﴾ یعنی آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ (القصص:۵۶)

'ہدایت' کے مذکورہ بالا معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے مفسرین نے ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ کی تفسیر کئی طرح سے کی ہے۔ کسی نے کہا کہ: 'ہدایت' سے مراد عام ہدایت ہے، اور ہمیں دُعا کا حکم اس لئے دیا گیا ہے، تاکہ ہمارے ثواب میں اضافہ ہو۔ کسی نے اس کی تفسیر کی: ہمیں راہِ شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔ تیسرا قول یہ ہے: گمراہ کرنے والوں، شہوتوں اور شبہات سے بچا۔ چوتھا قول ہے: ہمیں مزید ہدایت دے۔ پانچواں قول ہے: ہمیں علم حقیقی (نور) عطا فرما۔ چھٹا قول ہے: ہمیں جنت دے۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ یہاں ہدایت کی یہ تمام قسمیں مراد لی جاسکتی ہیں، کیونکہ ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں۔ وباللہ التوفیق!

(۷) اس میں 'صراطِ مستقیم' کی تفسیر بیان کی گئی ہے، کہ 'صراطِ مستقیم' سے مراد اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر اللہ کا انعام ہوا، یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر سورۂ نساء میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقًا﴾ یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے، وہ اُن کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ ہوں گے، اور یہ لوگ بڑے ہی اچھے ساتھی ہوں گے۔ (النساء:۶۹) یہ لوگ اہل ہدایت واستقامت ہوتے ہیں، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، اوامر کو بجالاتے ہیں اور منکرات ومنہیات سے باز رہتے ہیں۔

(۸) اِس سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جن کی نیتیں فاسد ہوگئیں، جنہوں نے حق کو پہچان کر اس سے اِعراض کیا، ایسے لوگوں میں پیش پیش ہمیشہ یہود رہے۔ جنہوں نے تورات میں موجود دلائل کی روشنی میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا یقین کرلیا، لیکن عداوت وعناد کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے۔

(۹) اس سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا علم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہیں کیا، اور گمراہی میں بھٹکتے رہے۔ ایسے لوگوں میں پیش پیش نصاریٰ رہے۔ عدی بن حاتمؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں انہوں نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا ہے، اس میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿الْمَغضُوبِ عَلَيْهِم﴾ سے مراد یہود اور ﴿الضَّآلِّينَ﴾ سے مراد نصاریٰ ہیں ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مفسرین کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ الْمَغضُوبِ عَلَيْهِم سے مراد یہود اور الضَّآلِّينَ سے مراد نصاریٰ ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ ﴿وَلاَ الضَّآلِّينَ﴾ میں لا تاکید کے لئے ہے، سامع کے دل میں یہ بات بٹھانے کے لئے کہ یہاں پر دو الگ الگ پُر فساد راستوں کا ذکر ہے۔ ایک یہود کا راستہ اور دوسرا نصاریٰ کا۔ تاکہ اہل ایمان دونوں راستوں سے بچیں۔ یہود نے حق پہچاننے کے بعد اس کی اتباع نہیں کی، اس لئے اللہ کے غضب کے مستحق بنے۔ اور نصاریٰ نے حق کو پہچانا ہی نہیں، کیونکہ انہوں نے اُس راہ کو اختیار ہی نہیں کیا، جس پر چل کر آدمی حق پاتا ہے، اس لئے وہ گمراہ ہو گئے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ سبھی گمراہ ہیں اور اُن سب پر اللہ کا غضب ہے۔ لیکن یہود اللہ کے غضب کے ساتھ، اور نصاریٰ ضلالت و گمراہی کے ساتھ مشہور ہو گئے۔

آمین!

نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا مستحب ہے، جہری نمازوں میں بآوازِ بلند اور سرّی نمازوں میں آہستگی کے ساتھ۔ آمین کا معنی ہے: اے اللہ قبول فرما۔ وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّينَ﴾ پڑھا اور اپنی آواز کھینچ کر آمین کہا۔ ابو داود کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث 'حسن' ہے۔ اور اسی قسم کی روایات علی، ابوہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بھی مروی ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّينَ﴾ پڑھتے تو 'آمین' کہتے، یہاں تک کہ صفِ اوّل میں اُن کے آس پاس کے لوگ سنتے۔ (ابو داود)

ابوہریرہؓ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب امام 'آمین' کہے تو تم بھی کہو، اس لئے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی، اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے" (بخاری و مسلم)

قارئین کیلئے: جن قارئین کو زرِ سالانہ ختم ہونے کی اطلاع مل چکی ہے، از راہِ اولین فرصت میں اس کی تجدید فرمالیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حافظ ثناءاللہ مدنی
جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ)

دارالافتاء

❑ سورۂ فاتحہ اور نماز کے مسائل
❑ گھوڑا حلال ہے؟...... اولاد کی باپ کے علاوہ کی طرف نسبت؟
❑ عورتوں کا بال کٹوانا؟...... خواتین کے مسائل
❑ قریب تر کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار کی وراثت

سوال: تکبیر تحریمہ کے بعد نبی ﷺ سے کئی دعائیں ثابت ہیں۔ کیا بیک وقت دو یا تین دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں یا صرف ایک وقت میں ایک دعا پڑھنی چاہئے؟

جواب: افتتاحِ صلوٰۃ میں صرف کسی ایک دعا کو اختیار کیا جائے، متعدد اَدعیہ کو جمع کرنا ثابت نہیں

سوال: بیت اللہ، مسجدِ نبویؐ اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ اور پچاس پچاس ہزار بالترتیب بیان کیا جاتا ہے کیا یہی صحیح ہے یا کم وبیش بھی ثابت ہے؟

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں راوی رُزیق ابو عبداللہ الالہانی مختلف فیہ ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بیان کرنے والا ابوالخطاء دمشقی مجہول ہے۔ امام ذہبیؒ میزان میں فرماتے ہیں "إنه حديث منكر جدا" بحوالہ مشکوٰۃ حاشیہ البانی (۱/۲۳۴) ومرعاۃ المفاتیح (۱/۴۹۵)

سوال: حدیث لا صلوٰۃ لمن لا وضوء له کس کتاب میں ہے، اس کا مکمل متن اور اس کی فنی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سنن ابوداود، كتاب الطهارة، باب في التسمية على الوضوء اور سنن ابن ماجہ یہ حدیث شواہد کی بنا حسن ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب التسمیة ص ۱۸

سوال: امام منتخب کرنے کے لئے حدیث میں چار صفات بیان ہوئی ہیں۔ مولانا صادق سیالکوٹیؒ نے سبیل الرسول میں صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے لیکن مجھے وہ حدیث وہاں نہیں ملی۔

امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے: باب أهل العلم والفضل أحق بالامامة" اور اس باب کے تحت حدیث نمبر ۶۴۲ میں ابو بکر صدیقؓ کی امامت کا واقعہ بیان فرمایا ہے حالانکہ قراءت کے لحاظ سے حضرت اُبی بن کعبؓ سب سے زیادہ قاری تھے ان دونوں احادیث میں مطابقت کس طرح دی جائے گی۔

جواب: مطلوبہ حدیث صحیح مسلم میں "باب من أحق بالإمامة" کے تحت موجود ہے (ج ۱/

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۴۶۵ طبع دار عالم الکتاب)۔ قصہ ابی بکر ایک مخصوص واقعہ ہے بخلاف ابو مسعود کی حدیث کے، اس میں ایک قاعدہ کلیہ بیان ہوا ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اَقْرَأ (زیادہ خوبصورت تلاوت کرنے والے) پر علم والے کو مقدم کرنے کا استدلال درست نہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مِرعاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ، باب الامامہ، الفصل الاول: ج ۴، ص ۴۵، طبع سرگودھا۔

سوال: حدیث مُسيئ الصلوٰۃ علماء میں معروف ہے جس میں ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے سامنے نماز پڑھی پھر آکر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تین یا چار مرتبہ نماز پڑھنے کے بعد اس نے سوال کیا کہ مجھے نماز سکھائیں۔ آپؐ نے نماز سکھاتے ہوئے فرمایا پھر پڑھو "ما تيسَّر من القرآن"...... بعض لوگ اس کے بجائے "فَاقْرَه وُا أُمّ الْقُرْآنِ" کے الفاظ بتاتے ہیں۔ براہِ مہربانی ان الفاظ کی فنی حیثیت ذکر کریں اور اس حدیث کا مکمل متن مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

جواب: سنن ابوداود میں رفاعہ کی حدیث میں ہے "ثُمّ اقرأ بأمّ القرآن وبما شاء الله أن تقرأ" اسی طرح مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں ہے: "إقرأ بأمّ القرآن ثم اقرأ بما شئت" (بحوالہ مرعاۃ المفاتیح ۱/ ۵۲۳) اور علامہ البانیؒ فرماتے ہیں: جزء القرآۃ میں امام بخاری میں سند صحیح کے ساتھ وارد ہے کہ آپ نے صاحبِ مُسيئ الصلوٰۃ کو حکم دیا تھا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھے (صفة الصلاة: ص ۶۹)۔ یہ حدیث سنن ابوداود میں مکمل تفصیل سے ہے: قال إذا قُمتَ فتَوَجَّهتَ إلى القبلةِ فكبّرْ ثمّ اقْرَأْ بِأمّ القرآن (کتاب الصلاۃ: باب من لايقيم صلبه في الركوع)

سوال: اَحناف سورۂ اعراف کی آیت ﴿وَإذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ﴾ سے فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کی دلیل لیتے تھے، اسی طرح سورۃ الاحقاف کی آیت ﴿وَإِذْ صَرَّفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا﴾ اور سورۃ القیامہ کی آیت ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ سے بھی کچھ حنفی مولوی یہی دلیل لینے لگے ہیں۔ کیا نبی کریم ﷺ، صحابہؓ، تابعینؒ یا کسی مفسر نے ان آیات کی اس طرح تفسیر کی ہے؟

جواب: مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی کا تعلق سورۂ فاتحہ کے علاوہ سے ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی قرآن کی مُبیّن (وضاحت کرنے والی) ہے۔ صحیح احادیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ "سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں" اور قرآن میں ہے ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ "تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں" کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان کے سامنے سر جھکا دیا جائے اور اپنی عقل وفکر کو نبوت کی روشنی کے تابع کردیا جائے، سلامتی اسی میں ہے۔ تفسیر بالرائے کے بارے میں عذاب کی سخت تہدید اور وعید وارد ہے۔

سوال: سنن نسائی کی کتاب الافتتاح کے باب النهي عن مبادرة الامام بالانصراف من الصلوٰة میں اس حدیث کا مفہوم کیا ہے کہ جب امام سلام کے بعد فارغ ہوکر مقتدیوں کی طرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ کر کے بیٹھ جائے، کیا اس کے بعد مقتدیوں کو پھرنا چاہئے؟

جواب: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ امام کے مکمل سلام پھیرنے سے قبل مقتدی کو نماز سے فراغت حاصل نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کی پیروی میں ہی نماز سے فارغ ہونا ضروری ہے، امام سے سبقت کرنا منع ہے۔ یہاں انصراف کا تعلق نماز سے بعد والی حالت کے ساتھ نہیں بلکہ سلام پھیرنے کی حالت مقصود ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ نفس حدیث میں رکوع، سجود اور قیام کے ساتھ ہی اِنصراف کا ذکر ہے۔ مسئلہ چونکہ آپ نے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بتایا تو بظاہر یہ شبہ پڑھتا ہے کہ شاید مقتدیوں کو امام کی بالا کیفیت میں اٹھ کر جانا چاہئے لیکن مراد یہ نہیں کیونکہ سلام پھیرنے کے بعد مقتدی اقتدا سے مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ اقتداء کا ادنیٰ شبہ بھی باقی نہیں رہتا کہ مقتدی کو نماز سے فراغت کے بعد امام کے ان کی طرف منہ پھیرنے تک بیٹھنے کا پابند بنایا جاسکے۔ احتمال ہے کہ یہ بیٹھنا اس لئے ہوتا کہ عورتیں واپس چلی جائیں۔

سوال: فرض نماز کی آخری رکعتوں میں عموماً صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھی جاتی ہے۔ کیا ان رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت بھی ملائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج: فرضوں کی آخری رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے کا جواز ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابوسعید خدری کی روایت اس امر کی واضح دلیل ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ مع مرعاۃ المفاتیح (۱/۶۰۲) ...... حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

> عن أبي سعيد الخدري أن النبيّ ﷺ كان يقرأ في صلاة الظهر في الركعتين الأوليين في كل ركعة قدر ثلاثين آية وفي الأخريين قدر خمس عشر آية ......
>
> "نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں ۳۰ آیات کے بقدر پڑھا کرتے جبکہ آخری دو رکعتوں میں ۱۵ آیات کے بقدر......" صحیح مسلم: باب القراءة في الظهر

سوال: داڑھی رنگنے یا نہ رنگنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ عموماً بتایا جاتا ہے کہ مجاہدین کو داڑھی رنگنا چاہئے بلکہ وہ تو کالا خضاب بھی لگا سکتے ہیں، دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے خالفوا اليهود والنصارىٰ میں جہاں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم ہے وہاں داڑھی رنگنے کا حکم بھی شامل ہے کیونکہ یہودی داڑھیاں بڑھاتے تھے لیکن رنگتے نہ تھے۔ ان کی مخالفت تب ہوتی ہے کہ داڑھی رنگی جائے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد محترم کے متعلق فرمایا تھا کہ ان کی داڑھی کا رنگ تبدیل کردو جس سے عموماً یہی مراد لی جاتی ہے کہ ان کی داڑھی کو رنگ دو لیکن ایک مولوی صاحب فرمارہے تھے کہ وہ بہت بوڑھے ہوچکے تھے آپ کی مراد یہ تھی کہ ان کی داڑھی مت رنگو...... یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ سفید داڑھی والے سے شرماتا ہے لہٰذا داڑھی رنگنی نہیں چاہئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داڑھی کو سیاہ خضاب نہ لگانے پر تو علماء کا تقریباً اتفاق ہے لیکن بعض صرف لال مہندی لگانے سے بھی منع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اور رنگ بھی ملا لینا چاہئے۔ براہ مہربانی بتائیں کہ کن حالات میں داڑھی رنگنی چاہئے اور کن میں نہیں۔ داڑھی رنگنا ضروری ہے یا اُفضل یا اس کے برعکس؟

جواب: داڑھی رنگنا مستحب ہے لیکن خالص سیاہ کرنے سے بچنا چاہئے اور اگر نہ بھی رنگا جائے تو جواز ہے اس بارے میں وارد دلائل کا خلاصہ یہی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری (۱۰/۳۵۱تا۳۵۶، باب مایذکر فی الشیب اور باب الخضاب)

سوال: اسلام میں گھوڑے کے گوشت کے بارے میں کیا حکم ہے۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا پہلے کھایا جاتا تھا جو بعد میں منع ہو گیا یا صرف جنگ کی حالت میں جائز ہے یا عام حالات میں بھی جائز ہے۔ فقہ کی معتبر کتاب کون سی ہے؟ کیا فقہ کی کتب میں بھی گھوڑا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فتح الباری (۹/۶۵۱) پر حافظ ابن حجرؒ نے الفاظِ حدیث رَخَّص اور آذِن پر بحث کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ظاہر بات یہ ہے کہ گھوڑا، گدھا اور خچر 'براءتِ اصلیہ' پر تھے یعنی حلال، جب زمانہ خیبر میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گدھے اور خچر کے کھانے سے منع کر دیا تو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ لوگ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ گھوڑا بھی ان کی طرح حرام ہو گیا کیونکہ ان کے مشابہ ہے تو آپ نے گدھے اور خچر کی حرمت کے علاوہ گھوڑے کے کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اس بنا پر بعض علماء کا یہ کہنا کہ گھوڑا پہلے حرام تھا پھر حلال ہو گیا، اس نظریہ کی مذکورہ وجہ کی بنا پر موافقت کرنا مشکل امر ہے۔ یہ بات بھی درست نہیں کہ بعد میں منع ہو گیا، ممانعت کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ جہاں تک حالتِ جنگ میں جواز کا تعلق ہے تو ایسا درست نہیں بلکہ امام مالکؒ نے جہاد کی وجہ سے اس کا کھانا مکروہ سمجھا ہے تاکہ گھوڑوں میں کمی واقع نہ ہو جائے۔ اس صورت میں کراہت کا تعلق خارجی اَمر سے ہو گا۔ جبکہ یہاں زیر بحث مسئلہ ذات الشئ ہے خارجی اَمر نہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ عام حالات میں اس کے کھانے کا جواز ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب المغنی (۱۳/۳۲۴) میں بھی مطلقاً اباحت نقل کی گئی ہے چنانچہ فقیہ ابن قدامہ فرماتے ہیں وتباح لحوم الخیل کلھا یعنی تمام گھوڑوں کے گوشت مباح ہیں۔

سوال: ایک آدمی نے بیوی کے وفات پانے پر دوسری شادی کر لی، فوت شدہ بیوی سے دو بچیاں اور دو بچے ہیں جبکہ دوسری بیوی سے بھی ایک بچہ اور ایک بچی ہے۔ کچھ دنوں بعد وہ آدمی فوت ہو گیا۔ وفات کے بعد جائیداد منقسم ہو گئی۔ تقسیم جائیداد کے بعد پہلی بیوی سے ایک غیر شادی شدہ بچہ فوت ہو گیا۔ اس کی جائیداد کے حقدار دوسری بیوی کے بچے ہوں گے یا پھر اس کا ایک حقیقی بھائی ہی حقدار ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: پہلی بیوی کے بچوں میں سے ایک غیر شادی شدہ بچے کی وفات کی صورت میں اس کا ایک حقیقی بھائی اور دو حقیقی بہنیں وارث ہیں اور دوسری بیوی کی اولاد کا اس وراثت میں کوئی حصہ نہیں کیونکہ ان کا تعلق میت سے یکطرفہ ہے جبکہ پہلے فریق کا آپس میں تعلق دو طرفہ ہے۔ یعنی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے دو قرابتوں والا اُس سے مقدم ہے جس کی صرف ایک قرابت ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے "ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر" یعنی "حقدار کو اس کا مقررہ حصہ دے کر باقی میت کے قریب ترین مرد کے لئے ہے"

سوال: ہماری الجھن یہ ہے کہ ہمارے ایک بزرگ کا اکلوتا جوان بیٹا فوت ہونے کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی اور ان کی بیوی نے اپنے ہی بھائی کے دو بچے لڑکی اور لڑکا گود لے لیا۔ پڑھایا لکھایا، بچی کی شادی کی گئی، لاعلمی یا خوشی سے کاغذات، اَسناد وغیرہ میں ان کی ولدیت اپنے (بزرگ کی) ہی لکھی جاتی رہی۔ اب محسوس ہوا کہ یہ غلط ہوا ہے بچوں کی ولدیت اصل باپ کی طرف ہونی چاہئے تھی۔

جواب: سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵ کے مطابق بچوں کا انتساب حقیقی باپ کی طرف ہونا چاہئے۔ لیکن مفسر قتادہؒ نے کہا: اگر اصلی باپ معروف و معلوم ہو تو دوسرے کی طرف نسبت کا کوئی حرج نہیں۔ قرآنی حکم نازل ہونے کے بعد بھی حضرت مقداد کی نسبت حقیقی باپ عمرو کے بجائے نسبت تبنی (لے پالک) الأسود ہی جاری و ساری رہی۔ کتبِ احادیث میں بلا نکیر محدثین نے اس کا استعمال کیا ہے۔ بطورِ مثال ملاحظہ ہو (صحیح بخاری کتاب النکاح، الاکفاء فی الدین)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: واشتهرت شهرته بابن الأسود، الإصابة (۳/۴۳۴) اس کی شہرت ابن اسود کے ساتھ ہی رہی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہرت کی بنا پر موجودہ انتساب کو باقی رکھا جاسکتا ہے لیکن اصل یہی ہے کہ حقیقی باپ کی طرف نسبت کی جائے جس طرح نص قرآنی میں ہے

سوال: کیا عورت بغیر شرعی عذر کے حسن و جمال کے لئے بال کٹوا سکتی ہے؟

بعض لوگ عورت کے بال کٹوانے کے حق میں ایک حدیثِ صحیح مسلم اور ایک حدیثِ ابوداود پیش کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ استدلال درست ہے؟

جواب: بلا کسی معقول عذر کے عورت کو سر کے بال نہیں کٹوانے چاہئیں۔ عورت کا اصل حسن و جمال اسی میں ہے جیسا کہ عربوں کے اَشعار سے یہ بات عیاں ہے (تفسیر اضواء البیان: ۵/۵۹۸) صحیح مسلم وغیرہ کی روایت اس باب میں واضح نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ ازواجِ مطہرات کا خاصہ ہو جس طرح کہ نووی نے شرحِ مسلم میں تصریح کی ہے یا مقصود اس سے صرف جوڑا کرنا ہو جس طرح کہ صاحب المرعاۃ نے توجیہ کی ہے۔ اس موضوع پر میرا ایک تفصیلی فتویٰ الاعتصام میں شائع شدہ ہے اس طرف مراجعت مفید ہے۔ ☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجم: غازی عزیر

فقہ واجتہاد

۲۰۰۰ء پر جشن منانے اور خصوصی اہتمام کرنے کا حکم

سعودی مرکزی ادارۂ تحقیق وافتاء، ریاض کی طرف سے فتویٰ

اسلامی ریسرچ وافتاء کونسل (ادارات بحوث علمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد) میں مفتیٔ اعظم سعودی عرب کے پاس اس موضوع پر متعدد سوالات موصول ہوئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

ایک استفتاء میں سائل کہتا ہے کہ "ان دنوں ہم ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع کی نشریات میں بکثرت عیسوی سال ۲۰۰۰ء کی تکمیل اور تیسرے ہزار سالہ عہد کی ابتدا کی مناسبت سے بہت سی باتیں اور کارروائیاں ملاحظہ کرتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی وغیرہ اقوام اس تقریب کی بہت خوشیاں منارہے ہیں اور اس موقع کو امید کی کرن تصور کرتے ہیں۔ اس بارے میں آپ سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ مسلمان لوگوں کا اس کا اہتمام کرنا اور اس کو ایک پرسعادت تقریب قرار دینا کیسا ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی شادی بیاہ اور دوسرے اہم معاملات اس تقریب کے ساتھ مربوط کر رکھے ہیں یا پھر وہ اپنے تجارتی اداروں اور کمپنیوں وغیرہ میں اس تقریب کے انعقاد کی مناسبت سے شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس تقریب کے تعظیم کرنا نیز اس موقع پر زبانی ہو یا چھپے ہوئے کارڈ وغیرہ کے ذریعے مبارکبادوں کا باہمی تبادلہ، شریعت کی رو سے کیسا ہے؟

دوسرے سوال میں مذکور ہے کہ "یہودی اور عیسائی اپنی تاریخ کے مطابق سال ۲۰۰۰ء غیر معمولی طور پر منانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں تاکہ اپنی پالیسی اور اپنے عقائد کو تمام دنیا، بالخصوص اسلامی ممالک میں رائج کرسکیں۔ بعض مسلمان بھی ان کی اس دعوت سے متاثر ہوگئے ہیں چنانچہ وہ اس موقع پر طرح طرح کے اعلانات اور وعدوں کی تیاری میں لگ گئے ہیں۔ ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس موقع کی مناسبت سے اپنے تجارتی مال پر قیمتوں میں کمی کرنے کا اعلان کیا ہے۔ خدشہ اس بات کا ہے کہ کہیں یہ معاملہ آگے بڑھ کر غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے عقیدۂ موالات (دوستی) پر اثر انداز نہ ہو۔ ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ کافروں کی تقریبات اور اس کی دعوتوں میں مسلمانوں کے جانے سے اور ان کی تقریبات کو خود بھی منانے کا شرعی حکم واضح فرمائیں اور یہ بھی بیان کریں کہ بعض اداروں اور کمپنیوں میں اس موقع کی مناسبت سے کام کی چھٹی کا کیا حکم ہے؟ کیا ان امور میں سے کوئی کام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ان سے مشابہ کوئی اور امر یا ان امور پر رضامندی مسلمان کے عقیدہ پر اثر انداز ہوتی ہے؟"

مذکورہ سوالوں کے تمام پہلوؤں پر غور و فکر کرنے کے بعد "اسلامی ریسرچ و افتاء کونسل" مندرجہ ذیل جواب دیتی ہے......

بے شک سب سے بڑی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے وہ اسلام اور اس کی صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف ہدایت کی نعمت ہے۔ اور یہ اس سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہی ہے کہ اس نے اپنے مؤمن بندوں پر اپنی نمازوں میں اس سے اس کی ہدایت طلب کرنا فرض قرار دیا ہے، چنانچہ وہ ہر نماز میں اس سے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کے حصول نیز اس پر ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں۔ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس راستہ کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ سیدھا راستہ ان نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ یہ راستہ ہرگز صراطِ مستقیم سے منحرف ہونے والے یہودیوں، عیسائیوں نیز تمام کافروں اور مشرکوں کا نہیں ہے۔

جب یہ چیز معلوم ہوگئی تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں کی قدردانی کرے اور قولاً، عملاً اور اعتقاداً اس سبحانہ وتعالیٰ کا شکر گزار بن جائے۔ اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اس نعمت کی حفاظت اور نگرانی کرے اور ایسے اسباب پر عمل درآمد کرے کہ جن سے یہ نعمتیں اس پر ہمیشہ سایہ فگن رہیں۔

اہل بصیرت کا مشاہدہ ہے کہ آج دنیا میں بیشتر لوگوں پر اللہ کا دین حق و باطل کے ساتھ گڈمڈ نظر آتا ہے اور یہ چیز دشمنانِ اسلام کی، اس کے حقائق کو مٹانے، اس کے نور کو بجھانے، مسلمانوں میں اس سے بعد پیدا کرنے اور ہمیشہ کے لئے اس سے ان کا رشتہ کاٹ دینے کی انتھک کوششوں کو واضح کرتی ہے۔ وہ بنی نوع انسان کو اللہ اور اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت سے روکنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتے ہیں، کبھی اسلام کی صورت جھلسانے کی کوشش کرتے ہیں تو کبھی تہمت اور کذب بیانی کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾ (البقرۃ:۱۰۹)

"اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ دل میں حسد کے مارے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد پھر تم کو کافر بنادیں حالانکہ حق بات ان پر واضح ہوچکی ہے"

اور سبحانہ وتعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ہے:

﴿وَدَّت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾ (آل عمران:۶۹) "اہل کتاب کا ایک گروہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو گمراہ کردیں حالانکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں، مگر سمجھتے نہیں ہیں"

اور جل وعلا کے اس ارشاد کے مطابق بھی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾ (آلِ عمران:۱۴۹) "اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہنا مانو گے تو وہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے، پھر تم گھاٹے میں جا پڑو گے"

اور عزوجل کا یہ قول بھی شاہد ہے :

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (آلِ عمران:۹۹) "(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! جو کوئی ایمان لایا (یا لانے کا مقصد رکھتا ہے) تم جان بوجھ کر اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو، اس میں عیب نکالتے ہو اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے"

ان کے علاوہ بعض دوسری آیات میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ لیکن باوجود ان تمام کے...... اللہ عزوجل نے اپنے دین اور اپنی کتاب کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، پس جل وعلا کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:۹)

"بے شک قرآن کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں"

پس اللہ کے لئے ہی بے شمار تعریفیں ہیں...... اسی طرح نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ

"آپ کی اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، وہ ظاہر ہوں گے اور جنہیں خوفزدہ اور مخالفت کرنے والے ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت واقع ہو جائے"

پس اللہ تعالیٰ کے لئے ہی بے شمار تعریفیں ہیں۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ، کہ جو قریب اور مجیب الدعوات ہے، سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اس گروہ اور اس مسلمان بھائیوں میں سے بنائے، کہ بے شک وہ بے حد سخی اور کرم فرمانے والا ہے۔

جہاں تک زیر بحث مسئلہ کا تعلق ہے تو "اسلامی ریسرچ و افتاء کونسل" یہودیوں، عیسائیوں اور اسلام کے ساتھ نسبت رکھنے والے، مگر انہی کی زیر اثر، لوگوں کی ان کے حساب کے مطابق دو ہزار سال کے اختتام اور تیسرے ہزار سالہ عہد کے استقبال کی تقریب کی زبردست تیاری اور ان کے اہتمام کو دیکھ اور سن رہی ہے۔ لیکن یہ کونسل مسلم عوام کے سامنے اس جشن کی حقیقت بیان کرنے اور شریعت مطہرہ سے اس کا حکم واضح کرنے کی قدرت رکھتی ہے تاکہ مسلمانوں کو اپنے دین کی بصیرت حاصل ہو اور وہ ان لوگوں کی گمراہیوں کی طرف منحرف ہونے سے ڈریں جن پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا غضب فرمایا (یعنی یہودی) اور جو گمراہ ہوئے (یعنی عیسائی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کہتے ہیں کہ

(۱) یہودی اور عیسائی سمجھتے ہیں کہ یہ تیسرا عہد ہزار سالہ حادثات، تکالیف اور اُمیدوں کا زمانہ ہے۔ وہ اپنی اس رائے پر بالجزم یقین کرتے ہیں یا پھر ہٹ دھرمی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ ان کی ریسرچ اور وسیع مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے عقیدہ کے بعض مسائل کو اس عہد ہزار سالہ کے ساتھ مربوط کر رکھا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اس عہد ہزار سالہ کا ذکر ان کی تحریف شدہ کتابوں میں آیا ہے...... مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان دعووں کی طرف توجہ نہ کریں اور نہ ہی ان کے ساتھ شریک ہوں بلکہ اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت سے چمٹ کر ان کے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہو جائیں۔ جہاں تک ان نظریات اور آراء کا تعلق ہے کہ جو کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کے خلاف ہوں تو ان کی طرف توجہ نہ دیں بلکہ ان چیزوں کو ان کا وہم تصور کریں۔

(۲) یہ یا اس جیسی دوسری تقریبات درج ذیل برائیوں سے خالی نہیں ہوتیں: حق کا باطل کے ساتھ التباس، کفر اور گمراہی کی طرف دعوت دینا (بلانا)، حرام باتوں کی جائز کر لینا اور الحاد، شرعاً منکر باتوں کا ظہور مثلاً تمام مذاہب کے مابین وحدت و یگانگت کا اظہار، اسلام کا دوسری باطل ملتوں اور مذاہب کے مساوی ہونا، صلیب سے تبرک حاصل کرنا، یہودیوں اور عیسائیوں کے کافرانہ شعائر کا اظہار اور اسی طرح ایسے اقوال و افعال کا صدور جو کافرانہ شعائر پر مشتمل ہوں مثلاً عیسائیت اور یہودیت جو کہ تبدیل اور منسوخ شدہ شریعتیں ہیں وہ بھی اللہ تک پہنچنے کا ہی ذریعہ ہیں یا اسی طرح ان شریعتوں میں دین اسلام کے خلاف پائی جانے والی بعض چیزوں کو مستحسن سمجھنا یا بتانا۔ مسلمانوں کو یاد رہنا چاہئے کہ اجماعِ امت کے مطابق اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اسلام کا انکار کُفر ہے۔ اس طرح کی تقریبا تمسلمانوں کو ان کے اپنے دین سے دور کرنے اور دین کو اجنبی بنا دینے کا ایک وسیلہ ہے۔

(۳) کتاب اللہ، سنتِ رسول اور آثارِ صحیحہ سے پتہ چلتا ہیکہ کفار کی خصوصیات میں ان کی مشابہت اختیار کرنا شرعاً حرام ہے اور اس ممانعت میں ان کی عیدوں (تہواروں)، ان کی محفلوں اور تقریبات میں ان کی مشابہت اختیار کرنا بھی شامل ہے۔ عید (تہوار) اسم جنس ہے اور اس میں ہر وہ دن شامل ہے جو بار بار لوٹ کر آئے اور جس کی کفار تعظیم کرتے ہوں۔ کافروں کی وہ مخصوص جگہ بھی عید کہلاتی ہے جہاں وہ اپنی دینی تقریبات کے لئے جمع ہوتے ہوں۔ لہٰذا ہر وہ عمل جو ان لوگوں نے مختلف ممالک میں اس زمانہ میں ایجاد کئے ہیں، وہ سب ان کی عیدوں میں داخل ہیں۔ کیونکہ دین میں صرف ان کے مخصوص تہواروں ہی کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اوقات یا مقامات میں سے ہر وہ چیز جس کی وہ تعظیم کرتے ہوں، حالانکہ دین اسلام میں اس کی کوئی بنیاد موجود نہ ہو۔ اسی طرح وہ تمام اَعمال جو انہوں نے اس مقصد کے لئے ایجاد کئے ہوں، وہ سب ان کی عیدوں میں داخل ہیں۔ اسی طرح اگلے اور پچھلے دنوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے جو دن بھی ان کے نزدیک حرمت کا ہو۔

جس طرح کہ اس تقریب کے دن کے بارے میں بتایا جارہا ہے، وہ ان کی عید میں داخل ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بطورِ تنبیہ بیان کیا ہے۔ تہواروں میں ان کی مخصوص مشابہت کی ممانعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان:۷۲)

"اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (یا جھوٹ فریب نہیں کرتے)"

سلف وصالحین کی ایک جماعت کہ جن میں امام ابن سیرین، مجاہد اور ربیع بن انس شامل ہیں، نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ یہاں "الزّور" سے مراد کافروں کے تہوار ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق ثابت ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

"جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے دو دن مخصوص تھے، جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ دو دن کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ہم دورِ جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں بدل دیا ہے۔ وہ یوم الاضحیٰ (بقر عید) اور یوم الفطر (عید رمضان) ہیں" (امام احمد، امام ابوداود اور امام نسائی نے بسندِ صحیح اس حدیث کی تخریج کی ہے)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں ایک شخص نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ کی قربانی کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے اس سے دریافت کیا: کیا وہاں دورِ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا کہ جسے پوجا جاتا ہو؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں، آپؐ نے پوچھا کہ کیا وہاں ان کے تہواروں میں سے کوئی تہوار منایا جاتا تھا؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اپنی نذر پوری کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی نذر پوری نہ کی جائے گی اور نہ اس چیز کی نذر جو بنی آدم کی ملک نہ ہو" (امام ابوداود نے اس حدیث کی تخریج بسند صحیح کی ہے)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"مشرکوں کے تہواروں کے دن ان کی عبادت گاہوں (گرجا گھروں) میں داخل نہ ہو کیونکہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے" ...... آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں ان سے کنارہ کشی (اجتناب) کرو"

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"جو شخص عجمیوں کے شہروں میں گھر تعمیر کرے اور ان کے نوروز اور مہرجان (جشن و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریبات) منائے اور تاحیات ان کی مشابہت اختیار کرے تو وہ انہیں جیسا ہے، قیامت کے دن اس کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا"

(۴) اور بہت سے اعتبارات سے بھی کافروں کے تہواروں سے روکا گیا ہے جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

......ان کے بعض تہواروں میں مسلمانوں کا ان کی مشابہت اختیار کرنا ان کے دلوں کے سرور (شادمانی) اور کفر پر اطمینان کا سبب ہوتا ہے کہ وہ بھی انہیں جیسے باطل پرست ہیں۔

......ظاہری امور میں مشابہت اور ہلکے ہلکے، چپکے چپکے اور چور دروازوں کے ذریعہ شرکت فاسد عقائد جیسے باطنی اُمور میں بھی مشابہت و شرکت کی موجب بنتی ہے۔

......اس کا ماحصل بھی عظیم ترین مفاسد میں سے ہے یعنی کافروں کی ظاہری مشابہت باطن میں ان کے لئے مختلف النوع مودّت (دوستی)، محبت اور موالات (میل جول اور ہمراز بنانا) پیچھے چھوڑتی ہے۔ حالانکہ ان کے لئے محبت اور موالات ایمان کے منافی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَاتَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (المائدہ:۵۱)

"اے مومنو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے ہے۔ اللہ ایسے ظالم لوگوں کو کبھی راہِ راست پر نہ لائیگا"

اور سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَاتَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾

"(اے پیغمبر!) جو لوگ اللہ پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان کو تو (ایسا) نہ دیکھے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں" (المجادلہ:۲۲)

(۵) جو کچھ اس سے قبل اوپر بیان کیا جاچکا ہے اس بنا پر کسی مسلمان پر جو اللہ کے ربّ، اسلام کے دین حق اور محمد ﷺ کے نبی و رسول ہونے پر ایمان رکھتا ہو، ہرگز جائز نہیں ہے کہ ایسے تہواروں کی محفلیں اور تقریبات کے جشن منعقد کرے جن کی دین اسلام میں کوئی اَصل موجود نہیں ہے، اور انہی تہواروں میں سے ایک یہ ہزار سالہ فرضی جشن بھی ہے۔ اسی طرح نہ اس تقریب کی محفلوں میں حاضر ہونا جائز ہے، نہ ان میں شرکت کرنا اور نہ ہی کسی طرح کی اعانت کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ تمام چیزیں گناہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

"اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے" (المائدہ:۲)

(۶) مسلمان کے لئے کافروں کے ساتھ تعاون کی قسموں میں سے کسی بھی طرح تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔ اس تعاون میں ان کے تہواروں، کہ جس میں مذکورہ ہزار سالہ جشن کی تقریب بھی شامل ہے، کا اعلان واشتہار کرنا، کسی بھی ذریعہ سے لوگوں کو ان کی طرف مدعو کرنا، خواہ اس کے لئے ذرائع ابلاغ عامہ کو ہی کیوں نہ استعمال کیا جائے، لکھے ہوئے بورڈ اور بینر آویزاں کرنا، ایسے لباس بنانا جن کا مقصد ان تہواروں کی یادگار یا یاددہانی ہو، کارڈ، پمفلٹ اور سٹیشنری کے دوسرے سامان چھپوانا، تجارتی سامان پر اس موقع کی مناسبت سے قیمت گرانا یا مالی انعامات کی تقسیم کرنا یا کھیل کود کی سرگرمیوں کا اہتمام کرنا یا کوئی خاص علامت وغیرہ کو پھیلانا، سبھی چیزیں شامل ہیں۔

(۷) کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ کافروں کے تہواروں، کہ جن میں سے ایک مذکورہ ہزار سالہ تقریب بھی ہے، یا اس جیسی دوسری خوشی کی تقریبات اور متبرک اوقات کا اعتبار کرے اور خاص اس دن اپنے معمول کے کام کاج کو معطل کر کے چھٹی منائے یا شادی بیاہ منعقد کرے یا تجارت کے کاموں کی ابتدا کرے یا کسی پروجیکٹ وغیرہ کے افتتاح کا اہتمام کرے۔ اسی طرح ان دنوں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا بھی ناجائز ہے کہ ان دنوں کو دوسرے دنوں پر کوئی فضیلت یا خصوصیت حاصل ہے کیونکہ یہ دن بھی سال کے دوسرے تمام دنوں کی طرح ہی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ یہ فاسد اعتقاد ذرا برابر بھی کسی چیز کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا بلکہ ایسا اعتقاد رکھنا تو گناہ در گناہ کے مترادف ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کے طلبگار ہیں۔

(۸) مسلمانوں کے لئے کافروں کے تہواروں پر انہیں مبارکباد پیش کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ چیز ان کے باطل پر قائم رہنے پر ایک طرح کی رضامندی اور ان کے لئے مسرت کا باعث ہے، چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جہاں تک کافروں کے مخصوص شعائر پر ان کو مبارکباد پیش کرنے کا تعلق ہے تو یہ بالاتفاق حرام ہے۔ مثلاً ان کے تہواروں یا روزوں کے مواقع پر ان کو مبارکباد کے طور پر کوئی یوں کہے: تمہیں تہوار مبارک ہو یا اس تہوار کی مبارکباد وغیرہ۔ اگرچہ ان کلمات کا کہنے والا کفر سے بری ہو تو بھی اس کے لئے یہ کہنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ دراصل کافر کو صلیب کو سجدہ کرنے پر مبارکباد دینے کے مترادف ہے، بلکہ یہ عمل اللہ کے نزدیک کسی کو شراب پینے، قتل کرنے اور زنا کاری وغیرہ پر مبارکباد دینے سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ لیکن اکثر جن لوگوں کو دین کی کوئی قدر نہیں ہوتی وہ اس غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس فعل کی قباحت نہیں جانتے۔ پس جس نے کسی بندہ کو گناہ پر یا بدعت پر یا کفر پر مبارکباد دی اس نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب مول لیا ہے"

(۹) مسلمانوں کے لئے ان کے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجرت کے اعتبار سے تواریخ کا اہتمام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا باعث شرف ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ وہ کوئی تقریب منائے بغیر اسی ہجرت کے مبارک دن سے اپنی تاریخوں کا شمار کرتے تھے۔ صحابہؓ کے بعد یہ چیز مسلمانوں میں گزشتہ چودہ صدیوں سے آج تک مسلسل چلی آرہی ہے۔ چنانچہ مسلمان کے لئے ہجری تاریخ سے روگردانی کرکے دنیا کی دیگر اُمتوں کی تاریخوں (کیلنڈرز) میں سے کسی تاریخ (مثلاً عیسوی کیلنڈر) کو اپنانا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا بہتر چیز کو ادنیٰ چیز سے بدلنا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کا کماحقہ، تقویٰ اختیار کرنے، اس کی اطاعت گزاری پر عمل پیرا ہونے اور اس کی نافرمانی سے دوری اختیار کرنے، دوسروں کو اس کی نصیحت کرنے اور اس کی راہ میں جو بھی دشواری پیش آئے اس پر صبر کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔

ہر ناصح مؤمن جو اپنے نفس کو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کے غضب سے نجات دلانے کا خواہاں ہو اسے چاہئے کہ اپنے علم اور ایمان کو مستحکم کرنے کی جدوجہد کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہدایت دینے والا، مددگار، حاکم اور ولی (مہربان دوست) بنائے کیونکہ اللہ عزوجل ہی بہترین مولیٰ اور سب سے اچھا مددگار اور کفایت کرنے والا ہے۔ وہی ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مندرجہ ذیل دعاء پڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے:

"اللهم رب جبرائيل و ميكائيل و إسرافيل، فاطر السموات والارض، عالم الغيب و الشهادة، أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، اهدني لما اختلف فيه من الحق بإذنك إنك تهدى من تشاء إلى صراط مستقيم"

"اے اللہ! جبرائیل و میکائیل و اسرافیل کے پروردگار، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ مجھے بھی اپنی اجازت اور حکم سے اس بارے میں ہدایت عطا فرما کہ جس میں راہِ حق سے مختلف ہوں کیونکہ بے شک تو ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتا ہے"

اور سب تعریفیں تمام جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہی سزاوار ہیں اور صلاۃ و سلام ہو ہمارے نبی محمد ﷺ، ان کی آلؑ اور ان کے صحابہؓ پر !!

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

مہر چیئرمین......(شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد آل شیخ) دستخط رکن......(بکر بن عبداللہ ابوزید)

دستخط رکن......(عبداللہ بن عبدالرحمن الغدیان) دستخط رکن......(صالح فوزان الفوزان)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ثریا بتول علوی

مقالات

غیر اسلامی دنیا کی یلغار کا مقابلہ دو قومی نظریہ کے فروغ سے ہی ممکن ہے!

اسلام امن و آشتی، صلح جوئی اور اتفاق و اتحاد کا مذہب ہے۔ اسلام کا کلمہ پڑھ لینے والے تمام مسلمان اُخوت و مودت کے مضبوط رشتے میں پروئے جاتے ہیں اور ان کے مابین کسی قسم کے افتراق و انتشار کو ہوا دینا اسلام کی نگاہ میں مذموم ترین فعل ہے۔ مذہبی گروہ بندیوں اور فرقہ پرستیوں کی اسلام سے تائید تلاش کرنا اور فرقہ وارانہ عصبیتوں کو اسلام سے ثابت کرنے کی کوشش کرنا کبھی اسلام کی حقیقی تعبیر نہیں کہلا سکتی۔ اسلام کے نام لیوا رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے مصداق اور المؤمن کالجسد الواحد کی تصویر ہونے چاہئیں۔ لیکن اسی اسلام کو جب دوسری غیر مسلم قوموں سے سابقہ پیش آتا ہے تو وہاں یہ مجموعی اسلامی مزاج یکسر تبدیل ہو جاتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات یہ ہیں کہ غیر مسلم کو کبھی اپنا دوست نہ سمجھو، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اسلام کے خلاف متحد بھی۔ اللہ کی حکمت بالغہ مسلمانوں کو متعدد بار یہ باور کراتی ہے کہ غیر مسلموں سے امن و دوستی کی توقع رکھنا ایک کارِ عبث ہے۔ کفار اسلام کے مقابلے میں صرف طاقت کی زبان سمجھتے ہیں۔ قرآن میں تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیروں پر اپنا خوف اور رعب مسلط کیے رکھنا ہی ان کے ساتھ چلنے کا واحد راستہ ہے۔ اسی طرح غیروں کی عادات و اَطوار کو اپنانا بھی اسلامی احکامات کے مطابق ایک سنگین جرم ہے۔ غیر مسلموں سے تشبیہ اسی کے ذیل میں آتی ہے۔ اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام مسلمانوں میں باہم کسی تعصب کا شدید مخالف لیکن غیر مسلموں سے مکمل قومی عصبیت کا داعی ہے۔

زیر نظر مضمون اسی دو قومی نظریہ کی تعبیر ہے کہ دنیا میں دو ہی قومیں بستی ہیں، ایک مسلمان اور دوسری کفر کی ملت واحدۃ۔ جب تک یہ حقیقت مسلمانوں کو ازبر نہ ہوگی، دین و دنیا کی کامیابی ان کے قدم نہیں چومے گی۔ قیام پاکستان بھی اس دو قومی نظریہ کی بازگشت تھی۔ گذشتہ چند سالوں کے عالمی تعصب کے آئینہ دار مسلسل عالمی واقعات نے اب بھی امت مسلمہ کو قرآن کی ان تعلیمات کی حقانیت ازبر نہیں کرائی تو پھر ہمیں اپنی عقل نارسا پر ماتم کرنا چاہیے۔ دو قومی نظریہ کی یہی تعبیر درست اور اسلامی تعلیمات کی آئینہ دار ہے۔ اس پر چل کر آئندہ صدی میں مسلمان کامیابی و کامرانی کی منزل پاسکتے ہیں۔ اسلامی ممالک کا مضبوط بلاک اور کفر کے مقابلہ میں ان کی سیسہ پلائی دیوار ہی ان کی عظمت رفتہ دوبارہ لوٹا سکتی ہے۔ گذشتہ نصف صدی میں، جس میں متعدد اسلامی ممالک دنیا کے نقشے پر ابھرے، ان اسلامی ممالک کے ناِتحادیوں نے انہیں ذلت و بیکسی، بے چارگی اور بے وقاری کے سوا کچھ نہیں دیا، جبکہ کفر باوجود مختلف مذاہب، مختلف زبانیں اور جداگانہ تاریخ کے مختلف اعتبار سے متحد نظر آتا ہے۔ اور امت مسلمہ انہی کے دامن میں جائے عافیت کی تلاش میں دربدر ماری پھر رہی ہے۔ یہ صورتحال ہمارے اور ہمارے رہنمایانِ قوم کے لئے مقامِ تفکر ہے۔ من حیث القوم ہمیں اپنے رویوں پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے، مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی اور غیر مسلموں کے ساتھ بھی۔ ہمارا داخلی تعصب اور اس کے بدترین نتائج آج ہم سب کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ اتحادِ امت ہی وقت کی صدا ہے۔ (حسن مدنی)

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ مسلمان تاریخ عالم میں ایک تابناک مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی اپنی ایک منفرد تہذیب ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک دنیا کی راہنمائی کی۔ علوم و معارف، فن و ہنر میں تہذیب و تمدن میں، قلم اور تلوار دونوں میدانوں میں مسلمان تمام اقوامِ عالم سے آگے تھے۔ مگر بدقسمتی سے گزشتہ تین صدیوں سے ماضی کا وقار و جلال کھو چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر چند خامیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جنہوں نے بحیثیتِ قوم مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے ان میں سے سب سے بڑی خامی تو ایمان کی کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے

﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (آل عمران:۱۳۹)

"یعنی اگر تم صحیح مومن رہے تو تمہی غالب رہو گے"

دوسری کمزوری جس کی نشاندہی قرآنِ پاک فرماتا ہے، وہ تفرقہ و اِنتشار اور ذاتی و گروہی تعصب ہے: ﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ (انفال:۴۶)

"یعنی آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب داب جاتا رہے گا"

تیسری کمزوری نبی پاک ﷺ نے بیان فرمائی ہے:

"ایک وقت ہو گا جب مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی مگر دیگر اقوامِ عالم ان پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا "یارسول اللہؐ! کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد تھوڑی رہ جائے گی جو اُن کے ساتھ یہ حادثہ پیش آئے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اُن کی تعداد تو بہت ہو گی مگر ان میں ایک بیماری وَھن پیدا ہو جائے گی۔ صحابہ نے سوال کیا یہ وَھن کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حبّ الدنیا وکراھیة الموت یعنی دنیا سے محبت اور موت سے نفرت"

چنانچہ پورے عالم اسلام پر نظر دوڑا کر دیکھا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ مندرجہ بالا تینوں خامیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہیں۔ یعنی ایمان کی کمزوری، تفرقہ بازی، دنیا سے پیار اور موت سے خوف۔

بیسویں صدی میں، اس عالم انتشار میں مسلمانوں کو اُمید کی ایک بہت بڑی کرن دکھائی دی۔ یہ ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کا معجزہ تھا۔ اس کے پس منظر پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے نعرہ لگایا تھا "پاکستان کا مطلب کیا: لا إله إلا الله"......

اس سے مراد کلمہ طیبہ کا زبانی وِرد نہ تھا بلکہ یہ ایک مکمل نظامِ زندگی کا خلاصہ ہے۔ پاکستان بنانے کا مطلب ہی یہ تھا کہ یہ کلمہ ہماری معاشرت، معیشت اور سیاست کی بنیاد بنے گا۔ لیکن عملاً صورتحال یہ ہے کہ نصف صدی سے زائد گزر جانے کے باوجود ہم اس منزل تک نہیں پہنچ سکے جس کی تلاش میں قوم نکلی تھی۔ اس طرح اُمید کی یہ کرن بھی اس وقت دھندلا چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملاً اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا کا ہر چوتھا فرد مسلمان ہے۔ دنیا میں سوا ارب کے قریب مسلمان بستے ہیں۔ دنیا کے بہترین معدنی اور زرعی وسائل مسلمانوں کے پاس ہیں۔ بہترین جغرافیائی پوزیشن مسلمانوں کی ہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام مسلم ممالک آپس میں مربوط اور جڑے ہوئے ہیں۔ ان کا مرکز و محور خانہ کعبہ اسلامی ممالک کے وسط میں موجود ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو ذہنی و علمی استعداد بھی کافی دے رکھی ہے مگر اس سب کے باوجود مسلمان پریشان حال ہیں۔ وہ پچپن، چھپن (۵۶/۵۵) ممالک میں بٹے ہوئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ملکوں کے مسلمان سربراہ اپنے اپنے مفادات کے اسیر، عیش و عشرت کے دلدادہ اور صرف اپنے اقتدار سے مخلص ہیں۔ یمن جیسا چھوٹا سا ملک بھی شمالی یمن اور جنوبی یمن میں تقسیم ہے اور یہ دونوں مدت سے باہم برسرپیکار ہیں۔ بھارت میں قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک دس ہزار سے زائد مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں۔ پچھلے سالوں بابری مسجد کی شہادت کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا، وہاں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ کشمیر میں ہندوستان کا ظلم و ستم چنگیز و ہلاکو کو بھی مات کر رہا ہے۔ مگر عرب ممالک کے اس کے ساتھ برادرانہ تعلقات ہیں۔ وہ ان کے دشمن اسرائیل سے اپنی دوستی کی پینگیں بڑھاتا جا رہا ہے۔ مگر پاکستان کے خلاف اس کی دشمنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، مگر عرب ممالک اور ایران، اس کو بڑا بھائی کہتے ہیں۔ اس کی تمام فلم انڈسٹری ان مسلم ممالک کو جاتی ہے۔ اسرائیل جس نے فلسطینیوں پر ظلم و ستم کے تمام ریکارڈ مات کر دیئے ہیں۔ اب امریکہ کی چھت تلے خود اسی کے ساتھ عرب ممالک کے تعلقات مستحکم ہو رہے ہیں۔

عالم اسلام میں اس وقت کشمیر، فلسطین، بوسنیا، فلپائن، برما، صومالیہ، اریٹیریا اور کوسووا کے مسلمان شدید مظالم کا شکار ہیں۔ UNO جس کا مقصد دنیا میں امن وامان کا قیام تھا، اب روس کے زوال کے بعد امریکہ کی حاشیہ بردار کنیز کا کردار ادا کر رہی ہے۔ امریکہ نے مشرقِ وسطیٰ کے مسلمانوں کے لئے اسرائیل کو اور جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے بھارت کو تھانیدار کا کردار سونپ دیا ہے۔ اور یورپ میں سربیا کو یہ ذمہ داری سونپ دی ہے کہ وہ بہر صورت بوسنیا کے مسلمانوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ افغانستان جہاں کے مجاہدین نے کامیاب جہاد کے بعد روس کو ملک سے نکال دینے کا محیر العقول کارنامہ انجام دیا وہاں مسلسل سازشوں کے ذریعے اس کو خانہ جنگی اور باہمی قتل و غارت میں مشغول کر دیا گیا اب خدا خدا کر کے وہاں طالبان کی مسلم حکومت قائم ہوئی ہے تو یہ مغربی ممالک اس کی مخالفت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ روس کی جو چھ مسلم ریاستیں آزاد ہوئیں اور اسلامی بلاک میں ملنا چاہتی ہیں ان کو عالم اسلام سے دور رکھنے کے لئے امریکہ نے گہری سازشوں کا جال بچھا دیا ہے۔ جو امیر مسلمان ممالک ہیں ان کے وسائل بھی حیلے بہانوں سے مغرب لوٹ کر لے جاتا ہے اور جو غریب مسلم ممالک ہیں ان کو ایڈ کے نام پر سود در سود کے ذریعے اپنا حاشیہ بردار بنا لیتا ہے۔ عالمی مالی اداروں نے تمام مسلمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممالک کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ عالمی نیوز ایجنسیاں یہودیوں کے پاس ہیں۔ وہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ہمیشہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ان کی تمام قوت اور وسائل ضائع کرواتے رہتے ہیں۔

اوپر سے ڈش انٹینا کی وبا اور مغربی ثقافتی یلغار نے تمام مسلم دنیا کو بے حس، بے ضمیر، عیش پرست اور جہاد سے نفرت کرنے والے بنا دیا ہے۔ عالم اسلام میں فحاشی و عریانی اور عیش پرستی کی بڑھتی ہوئی وبا کا یہ المیہ ہے کہ دنیا بھر میں جہاں مسلمان غیروں کے مظالم سے تنگ آکر علم جہاد بلند کرتے ہیں، ان کو دہشت گرد کا خطاب دیا جاتا ہے۔ امریکہ کے حاشیہ بردار مسلمان سربراہ بھی اس کی وفاداری کے جوش میں ان مسلم مجاہدین کا صفایا کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ صدر حافظ الاسد، صدر یاسر عرفات اور حسنی مبارک وغیرہ یہ سب لوگ اپنے ہاں مخلص مؤمنوں کو بنیاد پرست اور دہشت گرد کہہ کر ان کا صفایا کرنے میں مشغول ہیں۔ پاکستان نے بھی پچھلے سالوں اپنے نام نہاد آقا کی خوشنودی کے لئے عالم اسلام کے مایہ ناز اور سرمایہ افتخار مجاہدین کو جنہوں نے جہادِ افغانستان میں مالی اور جانی ہر قسم کا جہاد کیا جو دین کی خاطر اپنی کشتیاں جلا کر یہاں آئے تھے، ان کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ وہ اپنے اپنے ملکوں میں جاتے ہی تہ تیغ کر دیئے گئے۔

ہر اسلامی ملک کا سربراہ امریکہ کی ناراضگی کے خوف سے اپنے ملی و ملکی مفادات کا سودا کر رہا ہے۔ پاکستان اسی وجہ سے کشمیر کے رستے ہوئے ناسور کے معاملے میں اپنی اُصولی موقف سے پسپائی اختیار کر رہا ہے۔ اپنی ۵۰ سالہ تاریخ میں ملنے والی عظیم کامیابی کو، جو کارگل اور دراس وغیرہ محاذوں پر پاک فوج اور مجاہدین کو حاصل ہوئی، ہم نے اپنے بیوقوفی سے ضائع کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

تمام اسلامی ممالک میں سیاسی طور پر عدمِ استحکام سے حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی رہتی ہیں کبھی مارشل لاء لگتے ہیں، کبھی منتخب حکومتوں کے تختے الٹے جاتے ہیں، کہیں جمہوریت کے نام پر یہ سب فساد ہوتے ہیں اور کہیں اسلامی بنیاد پرستی سے بچنے کے لئے حکومت کا تختہ الٹا جاتا ہے تاکہ نہ حکومتیں مستحکم ہوں اور نہ ترقی اور رفاہِ عامہ کا کوئی کام ہو سکے۔ غرضیکہ تمام عالم اسلام کو ہر لحاظ سے پسماندہ رکھنا تمام غیر مسلم قوتوں کا سوچا سمجھا فیصلہ ہے۔ عیسائی، یہودی، ہندو، دہریے اس مسئلے پر سب متفق ہیں کہ مسلمانوں کو مسلسل پسماندہ رکھا جائے۔ دنیا بھر میں کسی ایک یہودی کو کانٹا چبھ جائے تو اسرائیل فوراً اس کے خلاف ایکشن لیتا ہے، کسی عیسائی کو کچھ ہو جائے تو پورا مغربی پریس چیخ اٹھتا ہے۔ گذشتہ دورِ حکومت میں ایک عیسائی منظور مسیح کو توہین رسالت کے سلسلے میں لوگوں نے اشتعال میں آکر ہلاک کر دیا حالانکہ عدالت میں اس کا مقدمہ چل رہا تھا۔ تو یہ مسئلہ مغرب میں اتنا بڑھا کہ صدر پاکستان جناب لغاری امریکہ کے ذاتی دورے پر گئے تو منظور مسیح کے سلسلے میں پوری فائل ساتھ لے کر گئے۔ اس وقت کی وزیر اعظم نے باقاعدہ ان کو بریف کیا اور منظور مسیح کے قتل کے تمام اہم نکات بتائے۔ اور اب طرہ یہ کہ حالیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت اپنی تمام اسلام پسندی کے باوجود توہین رسالت کے قانون کو بدلنے کے اِقدامات کر رہی ہے۔

میں نہایت دل گرفتگی سے یہ بات کہوں گی کہ امریکہ سیکولر ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود "عیسائی" ہے۔ ہندوستان سیکولر اور جمہوری ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود "ہندو" ہے۔ مگر ہمارے مسلمان ممالک اپنے آپ کو نظریاتی ممالک کہنے کے باوجود اسلامی مملکتیں نہیں ہیں۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جارہا ہے۔ ہم ایک عیسائی کے معاملے میں امریکہ کو مطمئن کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیا ان کا اتنا خوف ہم پر طاری ہے۔ مگر کیا ان نام نہاد سر براہوں کو یہ پوچھنے کی جرات ہوئی کہ ہمارے یہ مسلمان بھائی کیوں لاکھوں کی تعداد میں ہر جگہ تہ تیغ کیے جارہے ہیں؟ آخر ہماری یہ خوئے غلامی کیا رنگ لانے والی ہے؟

اے عقل چہ می گوئی اے عشق چہ ی فرمائی؟

آخر مغرب، یو این او، یورپ، امریکہ، بھارت وغیرہ کا مسلمانوں سے یہ منافقانہ انداز کیوں؟

...... صرف مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے!!!

ایک سرب کرنل نے ۱۹۹۳ء میں بوسنیا پر بے پناہ تشدد کرتے ہوئے کہا تھا اور نیویارک ٹائمز نے اسے باقاعدہ شائع کیا تھا...... یہ اقتباس ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے لئے غور طلب ہے

"آج اگر اہل مغرب نے بوسنیا کے خاتمہ کے سلسلہ میں ہماری مدد نہ کی تو اگلے ایک یا دو عشروں میں پورا یورپ مسلمانوں کے سائے میں ہوگا۔ ہم وہ پل ہیں جو اس سیلاب کو روکے ہوئے ہے اگر یہ ٹوٹ گیا تو یورپ کو مسلمانوں سے کوئی نہ بچا سکے گا"

دو قومی نظریہ کا فروغ ہی اس صورتحال کا حل ہے

اسلام عالمگیر دین ہے اور خالق کائنات کا یہ تقاضا و منشا ہے کہ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ کہ "اس نظامِ زندگی کو پوری کائنات میں نافذ کیا جائے"...... اس کے لئے ہمیں ہمارا دین یہ تعلیم دیتا ہے کہ پوری دنیا میں دراصل دو ہی قومیں بستی ہیں۔ ایک مسلمان جو کلمہ طیبہ پڑھنے والے اللہ ورسول کے فرمانبردار ہیں، دوسرے غیر مسلم جو اس کلمہ کو قبول نہیں کرتے۔ وہ خواہ عیسائی یا یہودی، ہندو ہوں یا دہریے، سکھ ہوں یا بدھ، بہر صورت وہ دوسری قوم یعنی غیر مسلم ہیں۔ باقی تمام حد بندیاں جو زبان، رنگ، قوم، ملک قبیلہ، جغرافیہ اور کسی بھی امتیاز کی بنا پر دنیا میں قائم ہیں، اسلام کے نزدیک وہ باطل ہیں۔

یہاں صرف ایک حد بندی ہے: مسلمان اور غیر مسلمان کی!

قرآن پاک میں سب مسلمانوں کو حزب اللہ "اللہ کی پارٹی" کہا گیا ہے اور تمام غیر مسلموں کو حزب الشیطان کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کو نہ ماننے والی شیطانی پارٹی، صحیح ہے: الكفر ملة واحدة "سب کافر ایک ہی امت ہیں"

اسلام چونکہ عالمگیر دین ہے لہٰذا ساری دنیا کے مسلمان زبان، رنگ، نسل، جغرافیہ کے فرق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود مسلم اُمت کے افراد ہیں۔ ان سب کے حقوق یکساں ہیں۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور مساوی حیثیت کے حامل ہیں، امیر و غریب اور شاہ و گدا کا فرق یا عربی و عجمی یا کالے گورے کا فرق ان کے ہاں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ مسلمانوں میں امتیازی شان صرف اس شخص کو شامل ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ جو جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور کتاب و سنت کا پیرو کار ہے اتنا ہی وہ مسلمانوں میں بلند مقام و مرتبہ کا حامل ہے...... مسلمانوں کو آپس میں پیار، محبت، اتفاق، ہمدردی اور تعاون سے رہنا ضروری ہے۔ نبی پاک نے فرمایا: "سب مسلمان آپس میں جسدِ واحد کی طرح ہیں کہ جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہو تو بیداری اور بخار میں پورا جسم اس کا ساتھ دیتا ہے۔" قرآن پاک کا ارشاد ہے: "اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ کا شکار نہ ہونا" (آل عمران: ۱۰۳) ایک اور مقام پر ہے:

> "اے ایمان والو! اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو دشمنی وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔ ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے) (سورۃ آل عمران: ۱۱۸)

> "یہود اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔ تم صاف کہہ دو کہ راہِ ہدایت وہی ہے جو اللہ نے بتائی ہے ورنہ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لئے نہیں ہے۔" (سورۃ البقرۃ: ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ کی یہ ہدایات کتنی صاف اور واضح ہیں کہ وہ تمہارے ازلی و ابدی دشمن ہیں لہٰذا ان کا کام تو تمہیں نقصان پہنچانا ہے۔ تم خالص مؤمن بن کر، متحد رہ کر اُن کا مقابلہ کرو۔ ان کو حکمت سے اسلام کی دعوت دو۔ مان لیں تو تمہارے بھائی وگرنہ تمہارے دشمن، جن کے لئے تمہیں ہر وقت اسلحہ کی قوت فراہم رکھنی چاہئے تاکہ وہ تم سے مرعوب رہیں اور تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔☆

☆گزشتہ دنوں "اعلانِ لاہور" کے موقعہ پر جب حکومت نے بھولپن میں ہندوستان سے امن دوستی اور بھائی چارگی کے خیر خواہانہ جذبات کو پروان چڑھانے کی کوشش کی تو یہ جلد ہی یہ سب کوششیں خام خیال ثابت ہو گئیں۔ کاش ہمارے اربابِ فکر و دانش نے قرآن کا کچھ مطالعہ کیا ہوتا تو اس ساری بے کار جدوجہد و کاوش کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ قرآن غیر قوموں کے بارے میں مسلمانوں سے اس طرزِ فکر کا تقاضا کرتا ہے کہ جس قدر قوت تیار کر سکتے ہو تیار رکھو، اس سے تمہارا رعب و دبدبہ اور ہیبت کفار پر طاری رہے گی۔ جنوبی ایشیا میں قیامِ امن کا بھی یہی واحد راستہ ہے کہ اپنی قوت سے ان کو شرافت سے رہنے پر مجبور کر دو وگرنہ غیر مسلم تو اسلام کو ازل سے قبول کرنے پر تیار نہیں۔ اسلام کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں سے دوستی اور امن کی توقع ایک دیوانے کا خواب ہے۔ یا مسلمانوں میں اسلام باقی نہ رہے تو ممکن ہے کہ غیر مسلم انہیں برداشت کرلے اور سکون سے زندگی گزار دینے پر راضی ہو جائیں۔ لیکن کافرانہ تعصب سے تب بھی یہ توقع رکھنی فضول ہے چنانچہ بوسنیا اور وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں سے ان کا بغض کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ کفار کا یہ تعصب ایک ٹھوس حقیقت ہے جس کے لیے دلائل کا لمبا چوڑا طومار باندھنے کی ضرورت نہیں (حسن مدنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا کو ایک نظام کی ضرورت ہے، ایک برادری بننے کی ضرورت ہے۔ اس کا واحد حل اسلام کے پاس ہے۔ اسلام ہی عالمگیر دین بھی ہے اور الہامی ہونے کی بنا پر دنیا کے تمام موجودہ مسائل کا بہترین حل بھی اس کے پاس ہے۔ جبکہ دوسرے لوگوں کے پاس انسانی نظام ہیں جو افراط وتفریط کا شکار ہونے کی بنا پر دنیا میں فساد انتشار اور بے حیائی پھیلاتے ہیں۔ مغربی تہذیب نے انسانیت کو سوائے فساد کے کچھ نہیں دیا۔ اصلاح اور تعمیر و ترقی کا پروگرام صرف اسلام کے پاس ہے۔ غیر مسلم اس نکتے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ خود مسلمان اس نکتے سے غافل ہیں۔ آج برطانیہ، امریکہ، روس، جرمنی ہر جگہ اسلام اپنی انہی جاندار الٰہی تعلیمات کی بنا پر تیزی سے پھیل رہا ہے خصوصاً خواتین میں اور پسے ہوئے طبقوں میں...... کاش مسلمان تھوڑی سی غیرت اور حمیت کا ثبوت دیں اور اس دو قومی نظریہ کے پابند ہو جائیں تو بہت جلد عالم اسلام پر مغربی یلغار کا خاتمہ ہو جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس دو قومی نظریۓ کے فروغ کے لئے طریق کار کیا ہو تو یہ ذیل میں ترتیب وار پیش کیا جاتا ہے۔

...... ہم امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر جو دراصل "جیو (صیہونی) ورلڈ آرڈر" ہے کے جواب میں اسلامک ورلڈ آرڈر قائم کرنے کے لئے مخلص ہو جائیں...... یعنی اپنا مسلم بلاک بنائیں۔

(۱) ہماری وحدت کی بنیاد پہلے بھی کلمہ طیبہ تھا، آج بھی یہی کلمہ ہم کو متحد کر سکتا ہے۔ توحید خالص پر ایمان و یقین میں اضافہ ہی اصل بنیاد ہے۔ اللہ پر ہمیں توکل ہو، اسی سے ہمیں خوف ہو، وہی ہماری اُمیدوں کا مرکز ہو، اسی کو ہم سب اختیارات کا مالک سمجھیں اور دل و جان سے اس کی پیروی کریں۔ آج چونکہ ہمارے ایمان کمزور ہوگئے ہیں، جذبہ توحید سرد پڑ گیا ہے۔ بندگی کا شعور نہیں رہا۔ جذبِ جنوں باقی نہیں رہا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو سب باقی ہیں۔ مگر یہ سب ظاہری مظاہر ہیں ہم دن میں کتنی بار "اللہ سب سے بڑا ہے" کہتے ہیں مگر عملی زندگی میں ہمارے افسر ہم سے بڑے ہیں، ان سے ہم ڈرتے ہیں۔ حکومت سے ڈرتے ہیں، حکومتیں امریکہ، بھارت اور اسرائیل سے ڈرتی ہیں۔ قرآن پاک میں سورۂ توبہ میں اللہ کا ارشاد ہے

"کیا تم ان سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ بہت حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو"

حقیقت یہ ہے کہ نظریہ کی قوت دنیا کی سب سے بڑی قوت ہے۔ جتنا ایمان مضبوط ہو اتنا ہی مسلمان جری بہادر، موت سے نہ ڈرنے والے اور کسی غیر سے نہ گھبرانے والے ہوتے ہیں۔

ع گمان آباد ہستی میں یقین مردِ مسلمان کا
بیابان کی شب تاریک میں قندیل رہبانی (اقبالؒ)

(۲) اپنے تمام ذاتی اختلافات بھول کر کلمہ کی بنیاد پر ہمیں متحد ہونا ضروری ہے۔ ہمارا دین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اتحاد کی بہت زیادہ تلقین کرتا ہے۔ گروہی یا نسلی تعصّبات تو قرآن پاک کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہیں۔ ہم ان فرقہ وارانہ یا ذاتی مفادات کی بنا پر کئی ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں جبکہ غیر مسلم دنیا ہمیں سنی، شیعہ، بریلوی، اہلحدیث کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ نہ وہ ترکی، پاکستانی، عربی، عجمی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک سمجھتی ہے۔ لہٰذا ہمیں منتشر کرنے کی پوری کوشش کرتی رہتی ہے اور فائدہ خود اٹھاتی ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، قربانی غرضیکہ ہر دینی فریضہ ہمیں مل کر دین کی رسی کو تھامنے کا حکم دیتا ہے۔ نماز باجماعت، رمضان میں سب مسلمانوں کے روزے، یہ سب تو مسلمانوں کو متحد کرنے والی چیزیں ہیں۔ غیر مسلم دنیا تو متحد ہونے کے لئے بڑی کوششیں اور زرِکثیر صرف کرتی ہے پورا یورپ یورپی منڈی بنانے میں مشغول ہے۔ کہیں نیٹو کا معاہدہ کہیں سینٹو کا معاہدہ کہیں روسی بلاک، امریکی بلاک پھر یو این او کے ذریعے مختلف قوموں کا اتحاد، یہ سب اتحاد بڑے محنت طلب ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کو حج کے ذریعے اللہ نے ایسا بے مثال پلیٹ فارم عطا کر دیا ہے جہاں مسلمان ہر سال اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کو اپنا حالِ دل سنا سکتے ہیں، مشورے اور تجاویز پاس ہو سکتی ہیں۔ پورے عالم اسلام کی بہبود کے لئے مسلمان حکمران سوچ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنے تمام حکام کو حج کے موقع پر طلب کیا کرتے تھے اور سارے اہم فیصلے حج کے موقع پر کیا کرتے تھے۔

(۳) تمام عالم اسلام کا نصابِ تعلیم یکساں ہونا ضروری ہے جس میں ان کو اسلامی شعائر سے محبت اور وفاداری سکھائی جائے۔ غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ دعوت اور جہاد کے لئے نئی نسل کو تیار کیا جائے۔ ان کے ذہنوں میں ملی تشخص اُجاگر کیا جائے، اسی طرح ان کی غلامانہ ذہنیت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اپنی زبان، لباس اور روایات پر فخر کرنا سکھایا جائے۔

...... عالم اسلام میں تعلیمی و ثقافتی وفود کا تبادلہ ہوتا رہے۔ تجارتی و اقتصادی رابطے بڑھائے جائیں

...... اس اسلامی بلاک کا اپنا اسلامی بینک ہو تاکہ امیر ممالک غیر ممالک کو بلاسود قرضے دیں اور غریب ممالک ان سے بلاسود قومی نوعیت کے پروگرام ترتیب دیں۔

...... عالم اسلام کی اپنی نیوز ایجنسی ہو تاکہ غیروں کے ذرائع اَبلاغ سے جو دلوں میں رخنے پڑتے ہیں، ان کا سدِباب ہو سکے۔ اس طرح مسلمان حکمران باہم دِگر قریب آسکیں۔

...... مسلمان اپنی ثقافت کا پرچار کریں۔ ذرائع اَبلاغ سے اسلامی پروگرام پیش کئے جائیں مسلمانوں کا کلچر اسلام ہے جبکہ مغرب کا کلچر نفس پرستی اور فحاشی۔ انڈین فلموں، گانوں، کیسٹوں اور مغرب کی بلیو پرنٹس کا بائیکاٹ کیا جائے۔

...... مسلم ممالک میں آپس میں ویزے اور پاسپورٹ کا طریقہ آسان سے آسان کیا جائے۔

...... مسلمان مل کر یو این او میں اپنے لئے مستقل دو سیٹوں کا مطالبہ کریں تاکہ عالمی مسائل پر ان کی رائے اور وزن بھی محسوس ہو۔

...... دفاع اور اسلحہ میں پیش رفت حاصل کئے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک مغرب اسلحہ میں فائق ہے وہ مسلمانوں کو بلیک میل کرتا اور ان کو دونوں ہاتھوں سے نقصان پہنچاتا ہی رہے گا۔ لہٰذا سائنس، ٹیکنالوجی اور اسلحہ میں ترقی مسلمانوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ مولانا شوکت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے: ”اگر کافروں کے پاس سو میزائل ہیں اور تمہارے پاس ننانوے تو تمہیں روزِ قیامت جواب دینا ہوگا کہ تمہارا ایک میزائل ان سے کم کیوں تھا۔“

...... اسلامی حکومتوں کو تبلیغ اسلام کے لئے بے شمار رقوم وقف کرنی چاہئیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور دعوت الی الخیر مسلمانوں کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...... مسلمانوں پر ظلم کے تدارک کے لئے عالم اسلام کی مشترکہ فوج ہونی چاہئے تاکہ ہر متنازعہ مقام پر فوراً اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچا جاسکے۔

...... وقتاً فوقتاً مسلم سربراہ کانفرنسیں ؍ وزراء کانفرنسیں ہوتی رہنی چاہئیں۔ رابطے بڑھنے چاہئیں۔ اسلامی تنظیم کانفرنس کو بہت زیادہ مضبوط اور جاندار بنایا جائے تاکہ عالم کفر من مانی نہ کرسکے۔

غرض مسلمانوں کا مستقبل مخدوش ہے۔ اس وقت ہماری حالت اُس کبوتر کی سی ہے، جو بلی کو سامنے دیکھ کر اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہے۔

ع مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الااللہ کے مصداق، ہم یہ پیغام دیتے ہی رہیں گے۔ جو عذابِ صلیب ہنود و یہود کے ذریعے ہم پر مسلط کیا جانے والا ہے اس کی جھلکیاں پیش کرنا ضروری ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں قومِ یونس کی سی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے! ☆☆

[illegible] خدمت میں

محدث عرصہ سے آپ کے زیر مطالعہ ہے اور آپ اس کے مضامین کی افادیت اور استدلال کے اُسلوب سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ملتِ اسلامیہ میں علمی و تحقیقی شعور بیدار کرنے اور دورِ حاضر میں امت کی علمی رہنمائی کے لئے اس نوعیت کے مجلات کی اشاعت اَشد ضروری ہے۔

محدث میں جس نوعیت کا تحقیقی مواد پیش کیا جاتا ہے، بھرپور مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کی بروقت تکمیل میں بعض اوقات تاخیر ہوسکتی ہے، لیکن ہماری کوشش ہوتی ہے کہ جلد یا بدیر ہم ہر ماہ کا شمارہ باضابطہ شائع کرتے رہیں، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ محدث میں مضامین کے معیار اور تحقیق میں جھول کو قطعاً قبول نہیں کیا جاتا، اس سلسلے میں زیادہ مشکلات اعلیٰ تحقیقی معیار اور مخصوص ذوق کے مطابق لکھنے والوں کی کم یابی اور ایسے اصحابِ علم کی گوناگوں مصروفیات ہیں۔ ہمارا تقریباً دو سالہ ریکارڈ اس امر کا گواہ ہے کہ ہم نے ہر ماہ قارئین کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ تحقیقی اور معیاری مواد پیش کیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ محدث کی کتابت میں اس قدر زیادہ میٹریل ایک صفحے میں سمو دیا جاتا ہے کہ عموماً اس نوعیت کے دیگر رسائل سے محدث کے صفحہ پر کم از کم ایک تہائی مواد زیادہ شائع ہوتا ہے۔ محدث کی دیدہ زیب کتابت اور معیاری کاغذ و خوبصورت طباعت اس حسنِ معیار کو دوچند کردیتی ہیں۔ اس گرانی کے دور میں اس قدر کم قیمت میں اس قدر معیاری مجلہ پیش کرنا یقیناً مشکل کام ہے، متعدد بار محدث کے زرِ سالانہ کو بڑھانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن اس کے پیغام اور ذوقِ تحقیق کو عام کرنے کی غرض سے ادارہ نے اِس اِقدام کی اجازت نہیں دی۔ <u>محدث کا یہ اعزاز ہے کہ اسکے نصف سے زائد مضامین کو ہر ماہ دیگر مجلات دوبارہ کرتے ہیں!</u>

محدث کی مالی معاونت مجلس التحقیق الاسلامی اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے بجٹ سے ہوتی ہے، اور اس سلسلے میں محدث ان کے زیر بار ہی رہتا ہے، اس ضمن میں اہل خیر کو اس نیک اور سنجیدہ کام کی طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے۔ ہم ایک ملی ذمہ داری کے طور پر محدث کو شائع کرتے ہیں اور ملی کام، قوم کی علمی و مالی معاونت سے ہی انجام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ مالی عطیات بھی محدث کے اکاؤنٹ میں جمع کرائے جاسکتے ہیں۔ (جامعہ لاہور الاسلامیہ کا ۶۰ لاکھ سے زائد سالانہ بجٹ بھی اہل خیر کی توجہ کا مستحق ہے)

قارئین سے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ اگر محدث کے معیار اور اس میں پیش کئے جانے والے سنجیدہ فکری مباحث سے متفق ہیں تو محدث کو صرف اپنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس کو اپنے دوستوں، باذوق لوگوں اور اہل فکر و نظر کے ہاتھوں تک پہنچائیں، اس مقصد کے لئے نمونہ کے شمارہ جات صرف ایک فون کرنے یا خط لکھنے پر مفت منگوائے جاسکتے ہیں۔ آپ محدث کے زیادہ نسخے خود منگوا کر ہر ماہ تقسیم کرسکتے ہیں، اپنے عزیز و اقارب کے نام اپنی طرف سے تحفۃً لگوا سکتے ہیں جس پر آپ کی طرف سے ہدیہ کی چٹ چسپاں کرکے ادارہ باقاعدہ انہیں محدث ارسال کرتا رہے گا۔ محدث کی ایجنسی حاصل کرسکتے ہیں جس پر ۲۰ فیصد رعایت دی جاتی ہے، ۵ سے زائد شمارہ جات کی خریداری پر چھٹا شمارہ سال بھر کے لئے اعزازی ارسال کیا جاتا ہے...... (حسن مدنی)

محدث ایک علمی تحریک ھے اور آپ ھی اس کے دست وبازو ھیں

ہم آپ کو اپنا دست تعاون بڑھانے کی دعوت دیتے ہیں...... علمی، ابلاغی، تحقیقی اور مالی و معنوی !!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم اسلام

محمد عطاء اللہ صدیقی

مصطفیٰ کمال اتاترک اور اِسلام

۱۲/ اکتوبر کو غیر معمولی حالات میں عنانِ اقتدار سنبھالنے کے بعد جنرل مشرف کو پہلی مرتبہ جس بات پر مخالفانہ بیانات کا سامنا کرنا پڑا، وہ میاں نواز شریف کی حکومت کی معزولی کا معاملہ نہیں تھا، میاں صاحب کی حکومت کے خاتمہ پر سکوت تو خود جنرل پرویز مشرف کے لئے بھی ایک تعجب انگیز امر تھا۔ جنرل صاحب کو اپنے جس بیان پر مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، ان کا وہ بیان تھا جس میں انہوں نے جدید ترکی کے معمار کمال اتاترک کو اپنا ہیرو قرار دیا، جماعت ِاسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے اس بیان کے خلاف اپنا ردِ عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ "پاکستان میں کمال ازم کے نفاذ کے خلاف سخت مزاحمت کی جائے گی"۔ دیگر مذہبی راہنماؤں اور سیاستدانوں نے بھی اسکے متعلق اپنے ذہنی تحفظات کا اظہار کیا۔

جنرل صاحب کے بعد کے وضاحتی بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مقصود وہ نہ تھا جو بالعموم سمجھا گیا۔ ۱۴/ نومبر کو اخبارات میں شائع ہونے والے بیان میں انہوں نے اپنے پہلے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا

> "کمال اتاترک یقیناً ترکوں کے ہیرو ہیں جو جدید ترکی کے معمار ہیں اور جنہوں نے بیمار یورپ میں سے ترکی کو ایک ترقی یافتہ ملک بنا کر نکالا، تاہم ہمارے راہنما اور بابائے قوم، قائداعظم ہیں جن کے اصولوں پر کاربند رہنے کے ہم پابند ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ میں اتاترک کا بے حد احترام کرتا ہوں لیکن ہمارے ملک کا اصول ترکی سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال ہم قائداعظم کے بتائے ہوئے اصولوں کے پابند ہیں۔ انہوں نے یہ بات ترکی کے ایک ٹیلی ویژن نیٹ ورک کو انٹرویو دیتے ہوئے اس سوال کے جواب میں کہی کہ آپ نے اپنی پہلی تقریر میں کمال اتاترک کا خاص طور پر تذکرہ کیسے کیا؟" (نوائے وقت، ۱۴/ نومبر)

ایک اور اخباری بیان میں جنرل پرویز مشرف نے بے حد صاف لفظوں میں کہا کہ

> "میں پکا مسلمان ہوں اور پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے"

قطر کے سرکاری دورے کے دوران صحافیوں کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے اپنے بیان کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کمال اتاترک کو ہیرو کہنے کی بات ترکی کے ایک وفد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گفتگو کرتے ہوئے کہی، اس سے ظاہر ہے مہمانوں کی عزت افزائی اور ان سے مروّت کا اظہار مقصود تھا۔

پاکستان میں بعض دینی راہنماؤں کی تنقید کے برعکس مغربی ذرائع ابلاغ، بعض ہندوستانی اخبارات اور پاکستان کے 'لبرل' دانشوروں اور این جی اوز مافیا نے جنرل مشرف صاحب کے مذکورہ بالا بیان پر اپنی مسرت اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ چونکہ مصطفی کمال اتاترک کی حیثیت ایک عسکری ہیرو کے ساتھ ساتھ ایک سیکولر راہنما کی بھی ہے، جس نے ترکی میں اسلامی ثقافت کے مقابلے میں مغربی تہذیب کو رائج کیا، اسی لئے مذہب بیزار 'لبرل' طبقہ کی طرف سے جنرل مشرف کے بیان پر بغلیں بجانا ایک فطری امر تھا، یہ طبقہ ایک اسلامی مملکت میں سیکولر نظریات کے کسی بھی موہوم امکان پر بھی مریضانہ مسرت اندوزی کا اظہار کرتا ہے۔ جنرل مشرف کی طرف سے اپنے آپ کو 'پکا مسلمان' اور پاکستان کو 'اسلامی مملکت' اور قائداعظم کو اپنا راہنما قرار دینے پر پاکستان میں سیکولرازم کے عملی نفاذ کا خواب دیکھنے والے طبقہ کو جس مایوسی کا اندازہ کرنا پڑا ہوگا، اس کا اندازہ لگانا مشکل امر نہیں ہے۔

بھارت کا متعصّب ہندو پریس جو پاکستان کو اس کی نظریاتی اساس سے محروم دیکھنا چاہتا ہے، اس کی توقعات پر بھی، معلوم ہوتا ہے، پانی پھر گیا ہے۔ ہندوستان کا ایک معروف انگریزی اخبار "دی ٹائمز آف انڈیا" اپنے اداریے میں لکھتا ہے۔

> "یہ توقع کہ جنرل پرویز مشرف اپنے آپ کو ترکی کے کمال اتاترک کے نمونہ کے مطابق ڈھالیں گے، بالآخر زمین بوس ہوگئی ہے" ...... جنرل مشرف راہنمائی کے لئے ترکی کے عظیم ریفارمر، جنہوں نے خلافت کا خاتمہ کر دیا تھا، کی طرف دیکھنے کی بجائے جنرل ضیاء الحق کی طرف دیکھ رہے ہیں"۔ (روزنامہ نوائے وقت، لاہور: ۷/ نومبر ۹۹ء)

بعض مذہبی جماعتوں نے جنرل صاحب کی مذکورہ بالا وضاحت پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ جماعت اسلامی سے الگ ہو کر تحریک ِاسلامی کے نام سے کام کرنے والی جماعت کے ترجمان پندرہ روزہ 'منشور' نے اپنے اداریے میں یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

> "ہمارے چیف ایگزیکٹو خاصا عرصہ ترکی میں قیام پذیر رہے ہیں، اس لئے انہوں نے اتاترک کا تذکرہ اپنی گفتگو میں کر دیا، ورنہ وہ تحریک ِپاکستان اور قائداعظم کے نظریات اور پھر پاکستان کی ملت ِاسلامیہ کے جذبات سے بے خبر نہیں ہیں، جنرل پرویز نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ وہ پاکستان میں قائداعظم کے نظریات ہی کے قیام پر مشتمل قانون اور نظام زندگی قائم رکھنا اور پاکستان کو قائداعظم کا پاکستان ہی دیکھنا چاہتے ہیں، مصطفی کمال کا ترکی نہیں بنانا چاہتے" (منشور: ۱۶ تا ۳۰/ نومبر ۱۹۹۹ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی دنیا اور بالخصوص پاکستان میں مصطفیٰ کمال پاشا کا عمومی تعارف یہ ہے کہ انہوں نے جنگ عظیم اوّل کے بعد یورپی اور یونانی افواج کو شکست دے کر مقبوضہ علاقوں کو واگزار کرایا اور موجودہ ترکی ریاست کا قیام عمل میں لائے۔ جہاں تک ان کی عسکری خدمات اور دلیرانہ قیادت کا تعلق ہے، اس کے وہ لوگ بھی معترف ہیں جو ان کے سیکولر اقدامات کو پسند نہیں کرتے۔ تحریک ِاسلامی کے مذکورہ بالا مجلّہ کے اداریہ جس میں اتاترک پر خلافت اور اسلامی تہذیب و تمدن کو ختم کرنے پر سخت تنقید کی گئی ہے، کے یہ الفاظ غور طلب ہیں:

"کمال اتاترک مرحوم کے بارے میں ہم یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے مغربی قوتوں کی یلغار کے مقابلے میں بے مثال جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرکے ترکی کو، جسے مردِ بیمار کہا جاتا تھا اور جس کی حکومت جانکنی کے عالم میں تھی، آزادی سے ہم کنار رکھا۔ مصطفیٰ کمال کی انہی خدمات کے عوض انہیں 'اتاترک' کا خطاب دیا گیا۔"

سید ابوالحسن علی ندوی کے بقول

"١٩١٨ء میں جرمنی اور ترکی کی شکست کے ساتھ یہ جنگ ختم ہوئی، برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے استنبول پر قبضہ کرلیا، اناطولیہ میں بڑی بدامنی پھیل گئی، اس وقت امن قائم کرنے کے لئے مصطفیٰ کمال کا انتخاب ہوا، انہوں نے یونانیوں کے خلاف جنہوں نے ازمیر پر قبضہ کرلیا تھا، اعلانِ جنگ کردیا اور ١٩١٩ء میں شکاریہ کے معرکہ میں ان کو شکست ِفاش دی اور غازی کا لقب حاصل کیا۔ اس نے ترکی کو بہت نازک وقت میں ایک ایسے خطرہ سے بچایا جو اس کے لئے موت و زیست کا سوال بن گیا تھا اور ایک مضبوط حکومت قائم کی اور مغربی حکومتوں اور اس کے سیاسی لیڈروں کو اپنی عزیمت اور عظمت کے سامنے سرنگوں کردیا"

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگ ِعظیم اوّل میں سلطنت ِعثمانیہ کو عبرت ناک شکست کے بعد مصطفیٰ کمال پاشا کی عسکری فتوحات اسے اس وقت کے عالم اسلام کا ہیرو بنا دینے کے لئے کافی تھیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان پر بھی مصطفیٰ کمال کی تحسین میں یہ جملہ "وے غازی کمال تینوں دین بلایاں" عام طور پر رہتا تھا۔ مگر مصطفیٰ کمال پاشا کا یہ محض ایک پہلو تھا۔ خلافت کے خاتمے کے بعد اسلامی شریعت اور تہذیب وتمدن کے ساتھ جو وسیع پیمانے پر اس نے غارت گری کی اور لادینیت (سیکولرازم) کے نفاذ کے لئے جارحانہ اقدامات اور سفاکانہ حکمت ِعملی اختیار کی، ایک عام مسلمان اس کے ادنیٰ سے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے۔ مصطفیٰ کمال پاشا کے یہی اقدامات ہیں جنہیں 'کمال ازم' یا 'اتاترک ازم' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصطفیٰ کمال پاشا کے فکری سرچشموں، خیالات و افکار اور حکومتی اقدامات کو پیش نظر رکھا جائے تو پاکستان میں 'کمال ازم' کے خلاف مزعومہ مزاحمت اور ردّ عمل کا مظاہرہ کرنے والوں کی بات کو محض رجعت پسندی اور دقیانوسی کہہ کر مسترد کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اسلامی نظریہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلام کے علاوہ کسی دوسرے 'ازم' کی گنجائش نہیں ہے۔ اتاترک ازم فی نفسہٖ سیکولرازم کی بدترین صورت ہے۔ لہٰذا نظریہ پاکستان اور فکرِ قائد پر یقین کرنے والا کوئی فرد اگر اس سوچ کے خلاف ذہنی تحفظات رکھتا ہے، تو اس کے خدشات بے بنیاد نہیں ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا کی سوچ، کردار اور مزاج کو سمجھنے کے لئے اس کے معروف ترک سوانح نگار عرفان اورگا کی کتاب 'اتاترک' سے چند اقتباسات پیش کئے جائیں:

> ''جوانی میں اس نے اپنے انقلابی افکار کے ساتھ ضیاگوک الپ کی تعلیمات کو بھی اچھی طرح جذب کر لیا تھا۔ وہ مغربی روشن خیالی کا بہت بڑا نقیب تھا۔ اس نے ۱۹۰۰ء ہی میں اس خیال کا اظہار کر دیا تھا کہ سلطنتِ عثمانیہ کے لئے زوال و انتشار مقدر ہو چکا ہے۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ دینی حکومت شخصی حکومت کی وفادار حلیف ہوتی ہے۔ وہ علماء کے اختیارات کو محدود کرنے کے حق میں تھا۔ اس نے شریعت کے خاتمہ اور ان قاضیوں کی دینی عدالتوں کی منسوخی کی پرزور وکالت کی تھی جو اسلامی قانون کے شارح و ترجمان ہیں۔ جنس اس کے لئے مقناطیس کی کشش رکھتی تھی۔ وہ شراب نوشی سے تسکین حاصل کرتا تھا، اس لئے کہ روحانی تسکین کے لئے اس کے اندر نہ خدا کا اعتقاد تھا، نہ زندگی کے بعد موت کا یقین'' (صفحہ ۲۴۶)

مصطفیٰ کمال پاشا کو مغربی تہذیب سے شیفتگی لیکن مذہب اور مذہبی تعلیمات سے شدید نفرت تھی۔ مذہب اور بالخصوص اسلام کے متعلق مصطفیٰ کمال کے نقطہ نظر اور خیالات کا ذکر کرتے ہوئے عرفان اورگا لکھتا ہے:

> ''اس نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ اس کی اصل جنگ مذہب کے خلاف ہے، بچپن سے اس کے نزدیک خدا کی کوئی ضرورت نہیں تھی، وہ صرف اس چیز پر یقین رکھتا تھا جو دیکھنے میں آسکتی تھی، کبھی کبھی وہ آسمان کی طرف مکا اُٹھا کر اشارہ کرتا تھا، اس کا خیال تھا کہ زمانہ ماضی میں اسلام محض ایک تخریبی طاقت رہا، اور اس نے ترکی کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا تھا کہ اسلام کی ہی کی عطا کی ہوئی وحدت نے وسیع عثمانی سلطنت کی تعمیر کی تھی۔ اس کو اس آدمی سے سخت نفرت تھی جو تقدیر کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ خدا کا کہیں وجود نہیں اور انسان ہی اپنی تقدیر بناتا ہے۔ اس کا مصمم ارادہ تھا کہ مذہب کو ممنوع قرار دے خواہ اس کے لئے طاقت استعمال کرنی پڑے، خواہ دھوکہ اور فریب سے کام لینا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے" (صفحات ۲۳۷۔۲۳۸)

اتاترک کا یہی سوانح نگار ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"اس کے نزدیک نفسیاتی اصول و نظریات اور فلسفیانہ اصطلاحات کے کوئی معنی نہیں تھے، اسی لئے قدرتی طور پر ترکی قوم کے لئے مذہب کو غیر ضروری اور بے کار قرار دینے میں اس کو کوئی تامل نہیں تھا۔ لیکن مذہب کی جگہ پر اس نے اگر ترکی قوم کو کوئی چیز دی تو وہ "نیا دیوتا" تھا یعنی مغربی تہذیب۔ اسلام اور راسخ العقیدہ مذہبیت سے اس کو شدید نفرت تھی۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں تھی کہ مصطفیٰ کمال ایک غیر مذہبی آدمی تھا۔ ایک دفعہ اس بات سے سنسنی پھیل گئی کہ مصطفیٰ کمال نے شیخ الاسلام کے سر پر، جو اسلام کے بڑے عالم اور ایک قابل احترام بزرگ تھے، قرآنِ مجید پھینک کر مارا" (صفحہ ۲۳۹)

[اقتباسات ماخوذ: "اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش" از سید ابوالحسن علی ندوی]

مندرجہ بالا سطور میں کمال اتاترک کے ملحدانہ خیالات اور شخصی کردار کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۹۲۴ء میں خلافت اور عثمانی سلطنت کے خاتمہ کے بعد اس نے جو اصلاحات متعارف کرائیں اور جو انقلابی اقدامات اٹھائے، اس کا مختصر تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

کمال اتاترک کا انگریز سوانح نگار آرم سٹرانگ (Arm Strong) اس کے انقلابی اقدامات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

"اتاترک نے عظیم پیمانے پر شکست وریخت کی۔ اس نے زبردست اور عمومی کارروائی کی تکمیل کرنی شروع کی جس کا آغاز وہ کرچکا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ ترکی کو اپنے بوسیدہ اور متعفن ماضی سے علیحدہ کرنا ہے۔ اس نے اس قدیم سیاسی ڈھانچے کو واقعی توڑ پھینکا، سلطنت کو جمہوریت سے آشنا کیا، اور اس ترکی کو جو ایک ایمپائر تھی ایک معمولی ملک میں تبدیل کردیا اور ایک عظیم مذہبی ریاست کو حقیر درجہ کی جمہوریہ بنادیا۔ اس نے سلطان کو معزول کرکے قدیم عثمانی سلطنت سے سارے تعلقات ختم کرلئے تھے۔ اب اس نے قوم کی عقلیت، اس کے قدیم تصورات، اَخلاق وعادات، لباس، طرزِ گفتگو، آداب، معاشرت، اور گھریلو زندگی کی جزئیات تک تبدیل کرنے کی مہم شروع کی (Grey wolf: p 287)

کمال اتاترک نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ "میں نے دشمن پر فتح پائی اور ملک کو فتح کیا، لیکن کیا میں قوم پر بھی فتح پاسکوں گا؟" اتاترک کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"کمال اتاترک نے واقعتاً قوم پر فتح پائی، ملک کو سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کردیا، جس میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل نہیں رہی، دین و سیاست میں تفریق ہوگئی اور یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے، ہر شخص اپنے لئے کسی مذہب کا انتخاب کر سکتا ہے، خلافت کے ادارہ کو ختم کر دیا گیا، شرعی اداروں اور محکموں اور اسلامی قانونِ شریعت کو ملک سے بے دخل کر کے سوئٹزرلینڈ کا قانونِ دیوانی، اٹلی کا قانونِ فوجداری اور جرمنی کا قانونِ بین الاقوامی تجارت نافذ کر دیا گیا۔ پرسنل لاء کو یورپ کے قانونِ دیوانی کے مطابق وماتحت کر دیا گیا، دینی تعلیم ممنوع قرار پائی، پردہ کو خلافِ قانون قرار دے دیا، مخلوط تعلیم کا نفاذ کیا گیا، عربی حروف کی جگہ لاطینی حروف جاری ہوئے، عربی میں اذان ممنوع قرار پائی، قوم کا لباس تبدیل ہوگیا۔ ہیٹ کا استعمال لازمی قرار پایا، غرض کہ کمال اتاترک نے ترکی قوم اور حکومت کی دینی اساس کو توڑ پھوڑ کے ختم کر دیا اور قوم کا نقطۂ نظر ہی بدل دیا" (اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش: صفحہ ۸۲)

'کمالی انقلاب' نے ترکی معاشرہ میں جو دور رس نتائج مرتب کئے، اتاترک کا انگریز سوانح نگار آرم سٹرانگ اس کی نشاندہی ان الفاظ میں کرتا ہے: (صفحہ ۲۴۲)

"پارلیمنٹ نے جو فیصلے کئے، حقیقت میں وہ اسلام کے حق میں کاری ضرب اور پیامِ موت کی حیثیت رکھتے تھے۔ تعلیم کی وحدت کا قانون نظامِ تعلیم میں دور رَس تبدیلیوں کا باعث بنا۔ اس تبدیلی نے مدرسوں کی سرگرمیوں اور ان علماء واساتذہ کی آزادی کو ختم کر دیا جو ان میں تعلیم دیتے تھے"

ترکی میں سیکولرازم کے نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے عالم عرب کے معروف اسلامی سکالر ڈاکٹر یوسف قرضاوی اپنی حالیہ تصنیف "اسلام اور سیکولرازم" میں فرماتے ہیں:

"اسلامی ممالک میں سیکولرازم کی حکمرانی کی واضح اور نمایاں ترین مثال ترکی کی ہے، جہاں خلافتِ اسلامیہ کو ختم کر کے اور خون کا دریا عبور کر کے پورے زور اور قوت کے ساتھ لادینیت کو مسلط کیا گیا۔ اتاترک نے جبر و تسلط کے ساتھ سیاست، اقتصاد، اجتماع، تعلیم اور ثقافت، غرض زندگی کے ہر پہلو میں مغربی طرزِ حیات جاری وساری کر دیا اور ترک قوم سے اس کی ثقافت، اس کی اَقدار اور اس کی روایات اس طرح سلب کر لیں جس طرح ذبح شدہ بکری کی کھال کھینچی جاتی ہے۔ اتاترک نے دین کو دنیا سے بالکل علیحدہ کر کے ایک لادینی دستور نافذ کر دیا اور اس اساس پر خاندانی اور شخصی معاملات سمیت تمام پہلوؤں میں خلافِ اسلام قوانین نافذ کر دیے۔ اسلام جو پہلے دین وسیاست دونوں پر مشتمل تھا، اب بیک جنبش قلم صرف ذاتی مسئلہ بن گیا۔ کسی اسلامی ملک میں مکمل طور پر سیاست کی اسلام سے علیحدگی اور مغربی طرز کی لادینی ریاست کے قیام کا یہ عمل بالکل منفرد تجربہ تھا۔ اسلام کو سیاست واقتدار سے علیحدہ کر دینے کے نتیجہ میں اسلام عوامی حلقوں بالخصوص کسانوں میں محدود ہو کر رہ گیا، اسلام کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے اس کو خاص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر نشانہ بنایا گیا" (صفحہ ۶۴)

اسلامی ریاست میں دین و سیاست کی وحدت کا قیام بے حد ضروری ہے۔ اسلام میں کلیسا اور ریاست کی علیحدگی کا تصور نہیں پایا جاتا۔ اگر دین کو حکومت سے جدا کر دیا جائے تو دین کی اصل قوت اور فوقیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ جب کمال اتاترک نے لادینی نظام نافذ کر دیا تو ترکی میں بھی یہی صورتحال سامنے آئی۔ مراکشی مصنف پروفیسر ادریس کتانی اپنی تصنیف "مسلم مغرب بالمقابل لادینیت" میں اس تبدیلی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

"ترکی کے گذشتہ ساٹھ سال کے تجربہ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اسلامی مملکت میں لادینی نظام کے قیام کا مطلب اسلام کو زندہ عقیدہ اور انسانیت کے لئے دائمی پیغام کے طور پر ختم کر دینا ہے کیونکہ حکومت کو دینی اقدار اور دینی رنگ سے جدا کر دینے کا مطلب دین اسلام کو قطعاً ختم کر دینا ہے۔ ترکی میں بالکل یہی ہوا ہے کہ جب کمال اتاترک کے حامیوں نے حکومت کو دین سے جدا کر لیا تو انہیں درحقیقت دینی اقدار سے کوئی دلچسپی نہ رہی۔ اس لئے انہوں نے مساجد کی دیکھ بھال اور دیگر دینی معاملات کے لئے ایک چھوٹا سا ادارہ بنا دیا تھا اور یہی ترکی میں اسلام کی باقی ماندہ نشانی ہے" (صفحہ ۵۷)

مصطفیٰ کمال اتاترک "تہذیب مغرب کا پرجوش پجاری اور اس کا ایک وفادار حواری" تھا۔ ترکی میں اس تہذیب کو مسلط کرنے کے لئے اس نے جو اقدامات کئے ان میں ہمہ گیر اور مہلک ترین اس کا وہ فیصلہ تھا جس کی رو سے اس نے عربی رسم الخط کی بجائے لاطینی رسم الخط کو متعارف کرایا، جس کے نتیجے میں ترکی نسل اپنے اَسلاف کے عظیم ثقافتی اور علمی وِرثے سے کٹ کر رہ گئی۔ اسلامی علوم کے عظیم ذخائر اور کتب خانے محض الماریوں میں بند ہو کر رہ گئے۔ بقول سید ابوالحسن علی ندوی

"تنہا عربی رسم الخط کی بجائے لاطینی رسم الخط کے اجراء نے ترکی قوم کی زندگی میں انقلاب عظیم برپا کر دیا اور ایک نئی نسل کو جنم دیا جس کا رشتہ اپنی قدیم تہذیب و ثقافت سے کٹ چکا ہے"

مصطفیٰ کمال پاشا کی الہامی تعلیمات سے شدید نفرت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ اس نے غصہ میں آکر قرآنِ مجید کو شیخ الاسلام کے سر پر دے مارا تھا۔ ایک عظیم ترین مقدس الہامی کتاب کے ساتھ اس توہین آمیز برتاؤ کی توقع کسی غیر مسلم سے بھی کم ہی کی جاسکتی ہے!!

کمال اتاترک اسلام کو اپنے تصور پر مبنی ریاست کے لئے ایک خطرہ سمجھتے تھے۔ وہ اسلام کی آفاقیت کے منکر تھے۔ وہ اسلام کو محض عربوں کا مذہب کہہ کر اس کی تحقیر کرتے تھے۔ ریاست کو سیکولر بنانے کا بل پیش کرتے ہوئے ۳/ مارچ ۱۹۲۴ء کو مصطفیٰ کمال نے اپنی تقریر میں واضح طور پر کہا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عثمانی سلطنت اسلام کے اصول پر قائم ہوئی تھی، اسلام اپنی ساخت اور اپنے تصورات کے لحاظ سے عرب ہے، وہ پیدائش سے لے کر موت تک اپنے پیروؤں کی زندگی کی تشکیل کرتا ہے اور ان کو اپنے مخصوص سانچے میں ڈھالتا ہے، وہ ان کی اُمنگوں کا گلا گھونٹ دیتا ہے اور ان کی جرات و اِقدام پسندی میں روڑے اٹکاتا ہے، ریاست کو اسلام کے مسلسل باقی رہنے سے خطرہ لاحق رہے گا" (کتاب عرفان اور گار ترجمہ سید ابوالحسن علی ندوی)

مصطفیٰ کمال پاشا ترک قوم کو مکمل طور پر یورپی تہذیب کے سانچے میں ڈھال دینا چاہتا تھا۔ وہ اسلامی تہذیب و ثقافت کے ایک ایک نقش کو مٹا دینے پر مصر تھا۔ اس نے ترکی ٹوپی اور سر کے ہر لباس کو خلاف قانون قرار دیا اور انگریزی ہیٹ کا استعمال لازمی کر دیا۔

اس نے اس معاملے میں اس قدر شدت اور سختی کا برتاؤ کیا کہ اس کے سوانح نگار عرفان اورگا نے اسے 'ہیٹ کی جنگ' سے تعبیر کیا۔ عرفان اورگا کے مطابق عوام نے سخت ردِّ عمل کا اظہار کیا۔ فسادات اور بلوے ہوئے۔ مصطفیٰ کمال نے منصوبے کی تکمیل کا فیصلہ کیا، کہیں رحم و رعایت سے کام نہیں لیا گیا۔ مذہبی حلقہ کے افراد جنہوں نے لوگوں میں جوش پیدا کیا تھا، پھانسی پر چڑھا دیئے گئے۔ لوگ گرفتار کئے جاتے اور محض اس الزام پر کہ انہوں نے ہیٹ کا مذاق اڑایا ہے، پھانسی پر چڑھا دیئے جاتے۔ ہیٹ کی جنگ بالآخر جیت لی گئی اور عوام نے شکست تسلیم کرلی۔ اس زمانے میں وہ کہا کرتا تھا:

"میں ہی ترکی ہوں، مجھے شکست دینا ترکوں کو شکست دینا ہے"

اتاترک ازم کے عالم اسلام پر اثرات

اتاترک نے سیکولر ازم کے جبری نفاذ کے کامیاب تجربے کے بعد جدید ترکی کو پورے عالم اسلام کے جدید اور آزاد خیال طبقے کے لئے ایک عملی نمونہ کے طور پر پیش کر دیا۔ عالم اسلام میں تجدد اور مغربیت کی لہر کو ترکی کے تجربے سے بھرپور تحریک اور قوت ملی۔ اتاترک نے ترکی سے اسلام اور عرب ثقافت کے عناصر کو ختم کرنے میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ مغربی نو آبادیاتی استعمار سے آزادی حاصل کرنے والے مسلمان ممالک میں برسر اقتدار آنے والے مغرب زدہ راہنماؤں کے لئے اتاترک کا مقام ایک ہیرو اور قابل تقلید "ترقی پسند" راہنما کا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں اسلام اور مذہبی طبقہ کے اثرات کو محدود کرنے کے لئے کمالی ہتھکنڈوں سے خوب استفادہ کیا۔ عالم اسلام پر جدید ترکی کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"یہ حالات تھے جنہوں نے ترکی کو تحریک جدید کا امام اور اسلامی ملکوں اور حکومتوں کے 'ترقی پسند' زعماء کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ اور مثال، اور کمال اتاترک کو عالم اسلام کے ترقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند معاشرہ اور نئی نئی آزادی حاصل کرنے والے ممالک میں ترقی و انقلاب کا رمز (Symbol) اور اہل سیاست اور اہل فکر دونوں کے لئے ایک ہیرو اور آئیڈیل بنا دیا۔ آزاد اسلامی ممالک کے برسر اقتدار طبقہ اور سیاسی زعما میں ہمیں کوئی ایسا لیڈر نظر نہیں آتا جس نے اتنی محدود سطحی ذہنی و علمی صلاحیت اور اخلاقی پستی کے باوجود لوگوں کے دل و دماغ کو اس درجہ مسحور اور اپنی شخصیت اور کارناموں سے اس قدر متاثر کیا ہو اور اپنی تقلید و پیروی کی اتنی زبردست خواہش لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہو جتنی کہ کمال اتاترک نے اس عہد آخر میں کی"

(اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، صفحہ ۸۵)

خلافت عثمانیہ کو عالم اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل تھی اور خلیفہ کو بے حد عقیدت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ خلیفہ کے خلاف بغاوت کا تصور تک گناہ سمجھا جاتا تھا۔ کمال اتاترک کے ہاتھوں خلافت کی بے حرمتی اور خاتمے نے دیگر اسلامی ممالک میں بھی بادشاہت اور سلطنت کے تصورات کو شدید نقصان پہنچایا۔ مصطفیٰ کمال چونکہ بنیادی طور پر ایک فوجی جرنیل تھا، خلیفہ کے خلاف بغاوت میں اس کی بے نظیر کامیابی نے عالم اسلام کے پرجوش فوجی افسروں کو حکومتوں کا تختہ الٹنے کی راہ دکھائی۔ یہ رجحان اتنا قوی اور خطرناک حد تک بڑھا کہ اسلامی دنیا میں حکومتیں ہمیشہ فوج کی طرف سے اقتدار پر قبضے کے خطرات سے دوچار رہیں۔

مصر غیر ملکی ثقافت، مغرب پرستی اور مادی تحریکوں کی زد میں ہونے کی وجہ سے اتاترک ازم سے بے حد متاثر ہوا۔ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلبہ، نئی نسل کے افراد اور فوج کے افسران کے لئے سیکولر ازم میں کشش پائی جاتی تھی۔ ۱۹۵۲ء میں جمال عبدالناصر اور اس کے ساتھیوں نے شاہ فاروق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ جن فوجی افسروں نے انقلاب برپا کیا وہ عرصہ دراز سے "آزاد آفیسران" "Free Officers" نامی تنظیم بنا کر بالکل اسی طرح خفیہ سرگرمیوں میں مصروف تھے جس طرح کہ کمال اتاترک "وطن و حریت" یا اتحاد و ترقی جیسی تنظیموں میں کام کرتے رہے تھے۔

انور سادات نے اپنی خود نوشت سوانح عمری "شناخت کا سفر" (In Search of Identity) میں "آزاد افسران" کی خفیہ سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اتاترک نے اپنی تحریک کی بنیاد ترکی قوم پرستی پر رکھی تھی، مصر کے انقلابیوں نے عرب قوم پرستی کے ساتھ سوشلزم کا پیوند لگا کر اپنے عزائم کو عملی صورت دی۔ جمال عبدالناصر کے پیش نظر ایک ایسی سوسائٹی کے قیام کا نصب العین تھا جو حریت، سوشلزم اور اتحاد کو زندگی کی اساس اور جدوجہد کے اعلیٰ مقاصد متعین کرتی ہو۔ اس کا نقطۂ نظر ایک ایسے اشتراکی مادہ پرست انسان کا تھا جس کے نزدیک ایمان، عقیدہ اور دینی اَساس کی کوئی خاص قدر و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت نہ تھی۔ مصر کو مغربی تہذیب کی روشنی میں بدلنا ان کی حکومت کی ترجیحات میں شامل تھا۔ اتاترک کی طرح جمال عبدالناصر نے مذہبی جماعتوں بالخصوص اِخوان المسلمون پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ ہزاروں مذہبی راہنماؤں کو قید وبند کی مصیبتوں سے گزرنا پڑا۔ سینکڑوں کو حکومت کے خلاف جذبات بھڑکانے کے جرم میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔

ایران میں بھی سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی اوّل (۱۹۲۵ء) نے اتاترک کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وسیع تر 'اصلاحات' کا آغاز کر دیا۔ رضا شاہ کی اصلاحات کا دائرہ صنعتی ترقی سے لے کر تعلیمی اور معاشرتی میدانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے عدالتی نظام کو سیکولر بنیادوں پر استوار کیا۔ ۱۹۲۷ء میں انہوں نے فرانس کا عدالتی نظام اور قانون جاری کیا۔ نئی نسل میں قوم پرستی کی روح بیدار کرنے کے لئے بوائے اسکاوٹ اور گرل گائیڈ تنظیموں میں نوجوانوں کی شرکت لازمی قرار دی۔ ۱۹۳۰ء سے سکولوں میں دینیات کی تعلیم لازمی نہ رہی۔ رضا شاہ نے ۱۹۲۸ء میں مشرقی لباس کی ممانعت کرکے مذہبی اثر و نفوذ پر کاری ضرب لگائی، ترکی ٹوپی اور پگڑی کی جگہ یورپین ہیٹ کو لازمی قرار دیا۔ شاہ نے عورتوں میں آزادی اور بیداری پیدا کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے۔ انہوں نے تنسیخ زمینداری، مالکانِ اراضی کے حقوقِ ملکیت ختم کرنے، عورتوں کو حق رائے دہندگی اور منتخب ہوسکنے کے حق کو دستوری و قانونی شکل دی۔ شاہ نے فارسی زبان کا رسم الخط تو برقرار رکھا البتہ فارسی کو عربی زبان کے اثرات سے پاک کرنے کے لئے ادبی مجلس قائم کی۔ قدیم عربی تاریخوں میں موجود نام فارس کو تبدیل کرکے ایران رکھا۔ شاہ نے اسلامی تہذیب کی بجائے آرین تہذیب کے اِجرا کے لئے اقدامات کئے۔ ایران کی ان 'اصلاحات' پر واضح طور پر اتاترک ازم کی واضح چھاپ تھی۔

(The Middle East in World Affairs *by Prof. George Lenczowski*)

تیونس نے ۱۹۵۷ء میں آزادی حاصل کی۔ اس کے پہلے صدر الحبیب بورقیبہ نے ملک کو کمالی اصلاحات اور سیکولرازم کی راہ پر گامزن کر دیا۔ اس نے فرانسیسی ثقافت کے مطابق جدید تیونس کی تشکیل کا اعلان کیا۔ نئے عائلی قوانین کا اجراء کرتے ہوئے تعددِ ازدواج کی آزادی اور شوہر کے بیوی کو طلاق دینے کے حق پر پابندی عائد کر دیں۔ عورتوں پر ملازمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ انہیں رائے دہی اور مجالس قانون ساز کا رکن بننے کے حقوق دیئے۔ مخلوط مجالس کو فروغ دیا۔ اسلامی اوقاف عامہ ختم کر دیئے گئے۔ تیونس کے لئے نیا قانون 'کوڈ آف پرسنل لاء' منظور کرکے نافذ کر دیا گیا۔ یہ کوڈ روایتی اسلامی قانون سے اتنا ہی مختلف تھا جتنا ترکی کا سیکولر دیوانی قانون۔ تیونسی صدر کے اِسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام کے خلاف بعض توہین آمیز بیانات نے عالم اسلام میں ایک ہنگامہ پیدا کر دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزائر نے لاکھوں مجاہدین کی قربانی دے کر ۱۹۶۲ء میں فرانسیسی استعمار سے آزادی حاصل کی۔ جنگِ آزادی کے راہنما احمد بن بیلا الجزائر کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ آزادی ملنے کے بعد اقتدار پر ایسے لوگ قابض ہوگئے جن کی تربیت فرانسیسی فوج کی تربیت گاہوں اور فرانس کے تعلیمی اداروں میں ہوئی تھی۔ احمد بن بیلا، جمال عبدالناصر کے دوستوں میں سے تھے، انہوں نے اشتراکی نظام کے نفاذ کے لئے کوششیں شروع کردیں۔ اسلامی روح کو بیدار اور مستحکم کرنے کی بجائے قوم پرستی اور لادینیت کو تقویت دی گئی۔ قوم پرست راہنماؤں نے مذہب کو حکومت کے معاملات سے الگ کردینے کے اقدامات کئے جس کے خلاف دینی راہنماؤں نے احتجاج کیا مگر حکومت نے ان کی بات پر توجہ نہ دی۔ کچھ عرصہ بعد فوجی جرنیل حواری بومدین نے احمد بن بیلا کو برطرف کرکے خود اقتدار سنبھال لیا۔ انہوں نے بھی اشتراکی نظام جاری رکھا۔

لیبیا میں ۱۹۶۹ء میں کرنل معمر قذافی نے شاہ ادریس کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ کرنل قذافی نے اپنی انقلابی حکومت کی بنیاد عرب قومیت اور مغرب کی غلامی سے مکمل آزادی پر رکھی۔ شروع شروع میں کرنل قذافی نے مذہبی رجحانات کا اظہار کیا مگر بعد میں جمال عبدالناصر کے اثر کی وجہ سے ان میں سیکولرازم کے خیالات پیدا ہونا شروع ہوئے۔ انہوں نے کئی ایسے اقدامات کئے اور بیانات دیئے جو اسلام کے مسلمہ نظریات سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ معمر قذافی نے اسلامی زندگی پر حملہ کرنے کے لئے حدیث کا انتخاب کیا۔ ان کی رائے میں حدیث کو عبادات تک محدود رکھنا چاہیے۔ باقی زندگی کے معاملات میں احادیث کا اطلاق اس زمانے میں نہیں ہوسکتا۔

شام اور **عراق** میں بھی سیکولر بعث پارٹی کے ارکان نے حکومتوں کے تختے اُلٹ دیئے۔ شام میں صدر حافظ الاسد اور عراق میں صدر صدام حسین کی پالیسیاں اسلام دشمنی پر مبنی رہی ہیں۔

انڈونیشیا میں آزادی کے حصول کے بعد صدر احمد سوئیکارنو نے سیکولرازم اور اشتراکیت پر مبنی تصورات متعارف کرائے۔ انڈونیشیا کا نیا دستور سیکولر رکھا گیا۔ تجدد اور مغربیت کے راستے پر انڈونیشیا نے تیزی سے سفر شروع کردیا۔

یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ نئے آزاد ہونے والے مسلمان ممالک مغربیت کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ ان ممالک کے عوام نے آزادی کی جدوجہد کے دوران اسلامی نظام کے نفاذ کو نصب العین بنایا تھا مگر آزادی کے بعد جو لوگ برسر اقتدار آئے، انہوں نے اسلامی قانون کو منسوخ کرکے اپنے ملک کو مغرب کے سانچے کے مطابق ڈھالنے کا کام شروع کردیا۔ ان ممالک کی سیکولر حکومتیں درحقیقت اَتاترک ازم کا تسلسل ہیں !! ☆☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم اسلام

انتخاب: حافظ حسن مدنی

عالم عرب میں اِنقلابات کی صدی

[جانے والی صدی کا المیہ یہ ہے کہ عالم عرب اتحاد کی شدید خواہش رکھنے کے باوجود متحد نہ ہو سکا!]

بیسویں صدی کا سورج طلوع ہوا تو شمالی افریقہ سے لے کر ایران تک پھیلا ہوا سارا عالم عرب تین بڑی طاقتوں یعنی فرانس، برطانیہ اور سلطنتِ عثمانیہ کے زیر نگین تھا۔ مصر پر سلطنتِ عثمانیہ کی حکومت براہِ راست نہیں تھی مگر دستوری طور پر مصر سلطنت عثمانی کا ہی ایک جز تھا۔ الجزائر، تیونس اور مراکش پر فرانس قابض تھا۔ لیبیا اٹلی کے پاس تھا۔ سوڈان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ عراق، شرقِ اردن، فلسطین اور خلیج کی عرب ریاستوں پر بھی برطانوی سامراج کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ لبنان اور شام پر فرانس کا راج تھا۔ پہلی جنگِ عظیم میں سلطنتِ عثمانیہ کے شکست کھا جانے کے بعد عثمانی مقبوضات یورپی ملکوں کے قبضے میں چلے گئے۔ مصر پر براہِ راست برطانوی حکومت قائم ہوگئی۔ فلسطین کو برطانوی مینڈیٹ میں دے دیا گیا۔

جزیرۃ العرب میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کی تحریک تو اگرچہ ایک عرصہ سے چل رہی تھی تاہم بیسویں صدی کے رُبع اول میں اسے عبدالعزیز بن عبدالرحمن آلِ سعود کی مضبوط شخصیت مل گئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے سارے نجد و حجاز اور عسیر کو فتح کر لیا اور دمام سے لے کر تبوک تک جزیرۃ العرب کا بیشتر حصہ المملكة العربية السعودية میں تبدیل ہو گیا۔

سوڈان میں مہدی سوڈانی کی تحریک میں اُتار چڑھاؤ آتا رہا اور مہدی سوڈانی کی قیادت میں سوڈانیوں اور انگریزوں میں زبردست خونیں جنگیں لڑی جاتی رہیں۔ بالآخر جنگ عظیم دوم کے بعد انگریز سوڈان کو آزادی دینے پر مجبور ہوگئے۔ لیبیا میں سنوسی تحریک چلی رہی تھی جس کے زیر قیادت اہل لیبیا نے آزادی کی خاطر بیش قیمت قربانیاں دیں۔ بعد ازاں جب جنگِ عظیم دوم میں اٹلی شکست کھا گیا تو اسے لیبیا سے بوریا بستر گول کرنا پڑا۔ الجزائر میں عبدالقادر کی تحریکِ جہاد بھی کامیابیوں اور ناکامیوں کی ایک داستان تھی تاہم جنگ عظیم دوم کے بعد الجزائریوں نے مسلسل آٹھ سال تک فرانس کے خلاف لڑ کر اور دس لاکھ الجزائریوں کی قربانی دے کر آزادی حاصل کر لی۔

جنگِ عظیم دوم کو اس لحاظ سے اہمیت حاصل ہے کہ اس کے بعد ایک ایک کر کے تمام عرب ملک آزاد ہوگئے۔ ویسے تو جنگِ عظیم اوّل بھی اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ اس میں شکست کھانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد سلطنتِ عثمانیہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئی اور اس کے زیر نگیں تمام عرب ملک ترکوں کے غلبے سے آزاد ہوگئے۔ لیکن یہ آزادی عربوں کو اس لحاظ سے مہنگی پڑی کہ عالم عرب متحد نہیں رہ سکا اور چھوٹے چھوٹے ملکوں لبنان، سوریا، عراق، اُردن اور فلسطین میں بٹ گیا اور پھر یہ سارے ملک فرانس اور برطانیہ کے کنٹرول میں چلے گئے۔ ۲۰ ویں صدی کے وسط تک یا دوسری جنگ عظیم کی ابتدا تک سارے عالم عرب میں صرف دو ہی آزاد ملک تھے۔ مملکتِ سعودی عرب اور شمالی یمن۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا مراکش، الجزائر اور تیونس پر فرانس کی حکومت تھی، لیبیا پر اٹلی کا قبضہ تھا، مصر اور عراق پر برطانیہ کا اقتدار تھا، شرقِ اردن اور فلسطین پر برطانیہ کا کنٹرول تھا، سوریا اور لبنان فرانس کے پاس تھے، سوڈان پر انگریزوں کی حکومت تھی اور خلیج کی عرب ریاستیں وائسرائے ہند کے کنٹرول میں تھیں۔

۲۰ ویں صدی عالم عرب کے لئے اس لحاظ سے بڑی المناک ثابت ہوئی کہ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کا خنجر عالم عرب کے سینے میں پیوست کر دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء کی پہلی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کو شکست ہوئی۔ ۱۹۶۷ء کو دوسری عرب اسرائیل جنگ میں نہ صرف یہ کہ عربوں کو شکست ہوئی بلکہ ان کے ہاتھ سے بہت بڑا علاقہ نکل گیا۔ اسرائیل نے مصر سے سینا چھین لیا۔ شام سے گولان چھین لیا۔ اردن سے سارا مغربی کنارہ اور مشرقی بیت المقدس چھین لیا۔ ۱۹۷۰ء میں پھر عرب اسرائیل جنگ ہوئی مگر باوجود شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے کے عرب اسرائیل سے اپنا کوئی علاقہ واپس نہ لے سکے۔ بالآخر صدر انور سادات نے کیمپ ڈیوڈ میں اسرائیل سے مصالحت کر کے اپنا مقبوضہ علاقہ آزاد کرایا۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی اردن نے بھی اسرائیل سے مصالحت کر کے اپنے بعض مقبوضہ علاقے آزاد کرائے اور اب صدر یاسر عرفات اسرائیل سے مذاکرات کر کے مغربی کنارے کے لئے نیم آزادی اور داخلی خود مختاری حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ادھر شام گولان کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے جبکہ اسرائیل گولان چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو رہا۔ لگتا یہی ہے کہ ۲۰ ویں صدی کا آخری سورج بھی غروب ہو جائے گا اور گولان اسرائیل کے پاس رہے گا۔

۲۰ ویں صدی عرب ملکوں میں انقلابات کی صدی تھی۔ ابتداء مصر سے ہوئی جہاں جنرل نجیب نے شاہ فاروق کا تختہ الٹ دیا۔ شاہ فاروق روم چلے گئے۔ پھر جمال عبدالناصر نے جنرل نجیب کا تختہ الٹ دیا اور انہیں اپنے گھر میں نظر بند کر دیا۔ بعد ازاں جمال عبدالناصر نے نہر سویز کو قومی ملکیت میں لے لیا۔ اس اقدام نے جمال عبدالناصر کو عربوں کا ہیرو بنا دیا۔ برطانیہ، فرانس اور اسرائیل نے نہر سویز کو قومی ملکیت میں لینے کی سزا دینے کے لئے مصر پر حملہ کر دیا مگر امریکہ کی دھمکی پر تینوں ملکوں نے مصر کے خلاف فوجی کارروائی بند کر دی۔ اس واقعے نے جمال عبدالناصر کا قد کاٹھ اور اونچا کر دیا۔ بالآخر جمال عبدالناصر کا بت ۱۹۶۷ء میں پاش پاش ہو گیا۔

مصر کا انقلاب پر امن انقلاب تھا مگر عراق میں جو انقلاب آیا وہ انتہائی خون ریز انقلاب تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے شاہی خاندان کو عورت، مرد اور بچوں سمیت دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ وزیر اعظم نوری السعید کی برہنہ لاش بغداد کی سڑکوں پر گھسیٹی جاتی رہی۔

شام میں مسلسل انقلابات آتے رہے۔ ہر چند مہینے بعد ایک نیا انقلاب آجاتا تھا۔ سوڈان میں پہلا انقلاب جنرل عبود لائے تھے پھر جنرل نمیری انقلاب لائے اور اب جنرل عمر حسن البشیر سوڈان کے فوجی حکمران ہیں۔ سوڈان میں مسلسل فوجی حکومت کے بعد جمہوری حکومت اور جمہوری حکومت کے بعد فوجی حکومت آتی رہی۔ لیبیا میں کرنل معمر قذافی نے شاہ ادریس سنوسی کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا وہ گذشتہ ۲۵ر۳۰ برس سے اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ اردن کے مرحوم شاہ حسین کا تختہ الٹنے کی بہت کوشش کی گئی مگر ان کی قسمت اچھی تھی۔ وہ سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں بادشاہ بنے تھے۔ ۶۳ برس کی عمر تک بادشاہت کرتے رہے۔ یہاں تک کینسر نے ان کو راہی ملکِ عدم کیا۔ خلیج کی عرب ریاستوں میں بیٹوں نے باپوں کے تختے اُلٹے۔ سلطنتِ عمان اور قطر میں یہی سانحے پیش آئے۔ الجزائر میں بومدین نے بن بیلا کا تختہ الٹ دیا اور بن بیلا کو قید کر دیا جہاں وہ بے چارہ اس وقت تک قید رہا جب تک کہ بومدین کا انتقال نہیں ہو گیا۔

۲۰ویں صدی کا یہ المیہ ہے کہ عرب اتحاد کی شدید خواہش رکھنے کے باوجود کبھی متحد نہ ہو سکے۔ انہوں نے عرب اتحاد کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لئے ایک عرب لیگ بھی بنائی اور متعدد عرب سربراہی کانفرنسیں بھی کیں، لیکن عرب اتحاد کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ بعد ازاں کویت پر عراق کے حملے اور قبضے نے تو عرب اتحاد کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ ۲۰ویں صدی کی ابتداء میں جو عرب قوم پرستی کی تحریک اٹھی تھی اور جو نہر سویز کو قومیانے کے موقع پر اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی، اب اپنی موت آپ مر چکی ہے۔ اس کے تابوت میں آخری کیل عراق نے کویت پر قبضہ کر کے ٹھونک دیا۔

۲۰ویں صدی میں عربوں میں سوشلزم کا بھی بہت زور شور رہا لیکن سوویت یونین کے ٹوٹنے اور چین کے مرتد ہو جانے کے بعد عرب سوشلزم بھی دم توڑ گیا۔ ۲۰ویں صدی نے پہلی خانہ جنگی اردن میں، دوسری خانہ جنگی لبنان میں اور تیسری خانہ جنگی الجزائر میں دیکھی۔ ۲۰ویں صدی میں متعدد عرب ملک تیل اور گیس کی دولت سے مالا مال ہوئے جن میں سعودی عرب، کویت، ابوظہبی، دبئی، بحرین، سلطنت عمان، لیبیا اور الجزائر شامل ہیں۔ تیل کی دولت نے عرب ملکوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں دنیا کی دلچسپی بہت بڑھ گئی۔ عرب مارکیٹوں کے حصول کے لئے بڑے صنعتی ملک دوڑ پڑے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ عرب ملکوں کی جو لیڈرشپ بچاس کی دہائی میں مصر کے پاس تھی وہ اب تیل پیدا کرنے والے ملکوں بالخصوص سعودی عرب کی طرف منتقل ہو چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ وخطابت کے مردِ میدان کی رحلت — عبدالرشید عراقی

آہ! مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ع ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

روپڑی خاندان غیر منقسم ہندوستان کے قصبہ روپڑ، ضلع انبالہ کی نسبت سے مشہور ہے لیکن اس کے اکابر اصل میں ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے مکین تھے۔ بہت عرصہ قبل وہاں سے بوجوہ نقل مکانی کر کے انہوں نے اپنے ڈیرے کمیرپور تحصیل اجنالہ، ضلع امرتسر لگا دیے۔ ان کی زمینداری بھی وہیں رہی، اس لئے علمی دنیا میں ان کا پہلا تعارف 'کمیرپور' کے حوالہ سے ہوا۔ چونکہ ان کا علمی پھیلاؤ ضلع روپڑ اور امرتسر شہر میں بھی خاصا رہا، اس لئے ان میں بہت سے حضرات امرتسری بھی کہلاتے رہے۔ لیکن بڑا مدرسہ روپڑ میں اور ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث بھی استقلال پاکستان تک روپڑ سے نکلتا رہا لہٰذا ان کی پاکستان میں آنے کے بعد زیادہ شہرت روپڑ کے حوالہ سے رہی۔

مدینہ منورہ میں اسلامی یونیورسٹی کھلنے کے بعد جن اشخاص نے مدینہ یونیورسٹی میں پہلے پہل تعلیم حاصل کی وہ بعد میں 'مدنی' کہلانے لگے۔ اس طرح ایک ہی خاندان کے افراد کی تعارفی نسبتیں مختلف ہو گئیں۔ سطورذیل میں اس علمی خاندان کے معروف افراد کا ذکر ان کی اس طرح کی امتیازی نسبتوں سے کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

برصغیر (پاک و ہند) اور خاص کر پنجاب میں کم ہی ایسے خانوادے گزرے ہیں جن میں علم و آگہی، دین ودانش متوارث رہا اور اَخلاف نے اپنے اَسلاف کی روایات کو بدستور تابناک رکھا ہو۔ ان گنے چنے خوش قسمت خاندانوں میں امرتسر (پنجاب) کا روپڑی خانوادہ بھی ہے جس کی خاندانی تاریخ روشن اور جاوید روایات بے مثال ہیں۔

مولانا حافظ عبداللہ محدثؒ روپڑی، مولانا حافظ محمد حسین امرتسریؒ، مولانا حافظ محمد اسماعیلؒ روپڑی، مولانا حافظ عبدالرحمٰن کمیرپوری، مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا حافظ عبدالوحید، مولانا حافظ محمود احمد کمیرپوری، مولانا عبدالغفار روپڑی، مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا حافظ حسن مدنی اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی...... یہ سب روپڑی خاندان کے گوہر شب چراغ ہیں۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی جو سلطان المناظرین مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی کے چچا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ زہد و اتقاء کے پیکر، استغناء وللّٰہیت کی تصویر، تواضع و فروتنی کے قلزم، علومِ اسلامیہ کے بحرِ زخار، مجتہد العصر، مفتیٔ اعظم، مفسرِ قرآن، محدثِ دوراں اور علم کا مجمع البحرین تھے۔

مولانا حافظ محمد حسین امرتسری (والد حافظ عبدالرحمٰن مدنی) یہ بھی مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی کے سگے چچا تھے۔ جو روپڑی خاندان کے گل سر سبد، خطیب و مقرر، جید عالم دین، محقق، مؤرخ، اعلیٰ پایہ کے معلم اور مدرّس، اصول و قواعد کے عالم بے مثیل، علم و فضل کا پیکر، اور زہد و اتقاء کا نمونہ تھے۔ پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوریؒ، حافظ ثناء اللہ مدنی، حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور دیگر بہت سے ممتاز علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی مرحوم مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی کے بڑے بھائی تھے۔ شعلہ نوا خطیب و مقرر، مشہور واعظ، مبلغ، مناظر اور جید عالم دین تھے۔ ان کا وعظ بڑا مؤثر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سخن داودی عطا کیا ہوا تھا۔ قرآنِ مجید بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قرآن اب نازل ہو رہا ہے۔ آپ کا اعلیٰ خلق اکثر لوگوں کو بہت متاثر کیا کرتا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے اور علیین میں بلند مقام و مرتبہ عطا فرمائے۔

مولانا حافظ عبدالرحمٰن کمیر پوری (محدث روپڑیؒ کے بھائی)، مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا حافظ عبدالوحید، حافظ حسن مدنی، مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی اور مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی بقیدِ حیات ہیں اور دین اسلام کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور دین اسلام کی خدمت کی زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی ۸۵ سال کی عمر میں ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ، ۶ دسمبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں طویل عرصہ کی علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حافظ صاحب نے دینی علوم کی تحصیل اپنے چچاؤں مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی اور حافظ محمد حسین امرتسریؒ سے کی۔ حافظ صاحب خداداد ذہانت اور اعلیٰ صلاحیت کے مالک تھے۔ طبیعت میں اعتدال، رائے میں توازن، فکر میں گہرائی اور معاملات میں دور اندیشی آپ کا طرۂ امتیاز تھی۔ حافظ صاحب صبر واستقامت کا پہاڑ، حق گوئی و بیباکی میں بے مثال، اور اپنے عزم وارادہ کے انتہائی پختہ، مردِ آہن تھے اور اس کے ساتھ اپنی وضع کے پابند، اَخلاق و شرافت کا مجسمہ، خلوص و دیانت کا مرقع اور علم و حلم کا پیکر تھے۔ ان کے سانحہ ارتحال سے ملی سیاست اور دینی قیادت کو جو عظیم زخم لگا ہے اور عظیم خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ان کے انتقال سے علم و خلوص کا ایک دور ختم ہو گیا۔

حافظ صاحب کی زندگی گوناگوں مشاغل سے معمور رہی۔ ان کا شمار جماعت اہلحدیث کے ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے کرام میں ہوتا ہے جن پر بجا طور پر فخر ہو سکتا ہے۔ حافظ صاحب بڑے خوش بیان مقرر و خطیب تھے اور اس کے ساتھ بہت بڑے مناظر بھی تھے۔ عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں، ملحدوں، منکرین حدیث، شیعہ اور جامد مقلدین سے بے شمار مناظرے کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مناظرہ میں کامیاب و کامران رہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب کی شخصیت اس قدر ہمہ گیر اور ہمہ صفت ہے جس کی مثال اس زمانے میں ملنی مشکل ہے۔ آپ ایک جید عالم دین تھے۔ سحر بیان واعظ اور مبلغ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی فہم و بصیرت عطا کی تھی۔ حدیثِ نبوی ﷺ سے غیر معمولی عشق تھا اور حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ راقم جب بھی ان سے ملاقات کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے اور دعائیں دیتے اور فرماتے کہ آپ سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ دورانِ گفتگو جب کبھی مسٹر پرویز (منکرِ حدیث) کا ذکر آجاتا تو حافظ صاحب جلال میں آجاتے اور فرماتے:

> "اس شخص نے اپنے رسالہ کا نام "طلوعِ اسلام" رکھا ہے۔ حقیقت میں یہ "غروبِ اسلام" ہے۔ اس شخص نے دین اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے اور حدیثِ نبوی ﷺ کے بارے میں اس کا جو عقیدہ ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور یہ شخص حدیثِ نبوی کو تاریخ کا درجہ دیتا ہے (العیاذ باللہ)...... مگر علمائے اہلحدیث نے اس کی خوب خبر لی ہے اور لیتے رہتے ہیں اور اس کی خرافات کا جواب دیا جاتا ہے۔
>
> اس کے پیشرو مولوی عبداللہ چکڑالوی، مولوی احمد دین امرتسری، مولوی حشمت علی لاہوری، مستری محمد رمضان گوجرانوالہ اور مولوی محمد اسلم جے راج پوری نے فتنہ انکارِ حدیث کھڑا کیا۔ علمائے اہلحدیث خصوصاً مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ابوالقاسم بنارسی، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی وغیرہم نے ان سے تحریری و تقریری مناظرے کئے اور ان کی خرافات کے جوابات بھی دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی و کوشش کو قبول فرمائے۔
>
> میں جب "طلوعِ اسلام" میں کوئی مضمون حدیث کے خلاف دیکھتا ہوں تو میرا خون کھول جاتا ہے اور "تنظیم اہلحدیث" میں اس کا جواب دیتا ہوں اور دوسرے اہل علم و قلم کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ حدیثِ نبوی ﷺ کا دفاع علماء کا اوّلین فریضہ ہے۔ اس کی حفاظت و صیانت سے علماءِ اسلام کو غافل نہیں ہونا چاہئے"

حافظ صاحب قدرت کے طرف سے بڑا اچھا دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ قوتِ حافظہ قوی تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تفسیر، حدیث اور علم کلام پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ دینی علوم سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست سے بھی پوری طرح باخبر تھے۔ برصغیر کی تمام سیاسی وغیر سیاسی تحریکات سے پوری طرح باخبر تھے اور ہر تحریک کے قیام کے پس منظر سے واقف تھے اور اس کے ساتھ ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک متوازن و معتدل رائے رکھتے تھے۔ شروع سے ہی مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے اور آخر دم تک اس جماعت کے ساتھ ہی وابستہ رہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل تحریکِ استخلاصِ وطن میں نمایاں خدمات انجام دیں اور اسیر زنداں بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء کی قادیانی تحریک اور بعد میں تحریکِ نفاذ مصطفیؐ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا اور جیل بھی کاٹی۔

حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب اپنے مسلکِ اہلحدیث میں بہت مضبوط تھے۔ ان کی وعظ و تبلیغ سے بے شمار لوگوں نے مسلک اہل حدیث قبول کیا۔ مشہور دیوبندی عالم مولانا عبدالرحمٰن مرحوم فاضل دیوبند ساکن فیصل آباد نے ۱۹۶۳ء میں حافظ صاحب کی تقریر سن کر مسلکِ اہلحدیث قبول کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن مرحوم نے تو اس کا اعتراف اپنے ایک مضمون میں کیا ہے۔ یہ مضمون بعنوانِ "تلاشِ حق...... میں اہلحدیث کیوں ہوا" مولانا عبدالرحمان نیر راجو والوی نے اپنی کتاب "حقانیت مسلکِ اہلحدیث" میں صفحہ ۳۶۸ تا ۳۷۶ درج کیا ہے۔

حافظ صاحب کے ساتھ میرا نیاز مندانہ تعلق تھا۔ مرحوم سے جب بھی ملاقات ہوتی ہمیشہ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے۔ خوب خاطر تواضع کرتے۔ میں نے علماءِ اہلحدیث میں ان جیسا فیاض اور مہمان نواز عالم نہیں دیکھا۔

حافظ صاحب مرحوم ملتِ بیضا کی شمع تھے۔ جماعت اہلحدیث کے درخشندہ ستارہ تھے۔ ان کے رخصت ہونے سے ایک روشن چراغ گل ہو گیا اور اندھیرا بڑھ گیا۔ ان کے دم قدم سے دنیائے علم و ادب میں جو رونق تھی، وہ سونی پڑ گئی۔ جامع القدس لاہور میں جو علمی شمع روشن ہوتی تھی وہ ان شاءاللہ العزیز اب بھی روشن رہے گی لیکن اس طرح کی محفل آراستہ نہیں ہو گی جو ان کی شرکت سے آراستہ ہوتی تھی۔ ان کے انتقال سے ایک دور کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ حافظ صاحب ایک قیمتی متاع تھے۔ جسے موت نے ہم سے چھین لیا ہے۔ ان کے انتقال سے جماعت اہلحدیث کو خصوصاً اور امتِ مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حافظ صاحب کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور ان کا مقام جنت الفردوس میں بنائے۔ (آمین)

داغِ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاض میں مدیر اعلیٰ کی سود کیس کے فیصلہ پر پریس کانفرنس

رمضان المبارک میں محترم مدیر اعلیٰ مراکش کے مجوزہ پروگرام کی تکمیل کے لئے بیرونِ ملک سفر کو روانہ ہوئے جس میں عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مولانا مدنی جس روز سعودی عرب کے دار الخلافہ ریاض پہنچے، اس سے ایک روز قبل ہی سپریم کورٹ آف پاکستان نے سود کے بارے میں اپنا تاریخ ساز فیصلہ صادر کیا تھا۔ ریاض میں آپ کے پہنچتے ہی ریاض کی جمعیت اہل حدیث نے آپ کے اعزاز میں ہوٹل مرحبا میں افطاری پر ایک استقبالیہ ترتیب دیا، جس میں مولانا مدنی سے اس تاریخ ساز فیصلے کے بارے میں خطاب اور تازہ ترین صورتحال پر تبادلہ خیال کا پروگرام رکھا گیا۔ ساتھ ہی ریاض کے عربی واردو اخبارات کے صحافیوں کو بھی بریفنگ کے لئے شرکت کی دعوت دی گئی۔

ریاض میں مکتبہ دار السلام کے مدیر جناب عبد المالک مجاہد صاحب کی طرف سے اس تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام سے قبل عبد المالک مجاہد صاحب نے مقدمہ سود کے فل بنچ کے سربراہ جسٹس خلیل الرحمٰن خان کو لاہور میں فون پر، ریاض میں پاکستانی کمیونٹی کی طرف سے اس عظیم الشان اقدام پر مبارکباد پیش کی۔ انکے ساتھی جج حضرات کے اسلامی جذبہ کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ افطاری سے ایک گھنٹہ قبل مولانا مدنی کو رسمی کاروائی کے بعد دعوتِ خطاب دی گئی۔

افطاری کے بعد آپ کو ذرائع ابلاغ کے نمائندوں نے گھیر لیا جو سب سود کے بارے میں پاکستانی عدلیہ کے اس اہم اقدام کی تفصیلات جاننے کے خواہشمند تھے، مولانا مدنی نے سب صحافیوں کو جمع کرکے دو گھنٹے پر مشتمل ایک اجتماعی انٹرویو دیا، جو اسی فیصلے کے نتائج اور اس کے محرکات و مضمرات پر مشتمل تھا۔ آئندہ روز یہ انٹرویو ریاض کے عربی و اردو اخباروں میں نمایاں چھپا سعودیہ کے کثیر الاشاعت اخبار اردو نیوز نے بھی اس کو شائع کیا جس کا اخباری تراشہ پیش خدمت ہے......

سود کیخلاف سپریم کورٹ کا فیصلہ فوجی حکومت کیلئے امتحان ہے

اقتصادی ترقی کی راہیں ہموار ہوگئیں، سابقہ حکومت بھی سود کی وجہ سے گئی، عبدالرحمٰن مدنی اور عبدالمالک مجاہد کا خطاب

ریاض (اعجاز طاہر اعوان) جمعیت اہل حدیث کے مرکزی رہنما حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ نے سود کو غیر اسلامی قرار دے کر ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس فیصلہ سے ملک کی اقتصادی ترقی کی راہیں ہموار ہوگئی ہیں جو پوری قوم اور مسلم امہ کیلئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی مرحبا ریسٹورنٹ میں مکتبہ دارالسلام کی طرف سے اپنے اعزاز میں افطار پارٹی میں بطور مہمان خصوصی خطاب کر رہے تھے جس کی صدارت سفارت خانہ پاکستان ریاض کے قونصلر عبدالمتین خان نے کی۔ اس موقع پر اہل حدیث کے دیگر اکابرین میں سے میاں نعیم الرحمٰن اور پروفیسر یاسین ظفر بھی موجود تھے۔ نظامت کے فرائض محمد اقبال کیلانی نے سرانجام دیئے۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے کہا کہ شریعت ایپلٹ بنچ میں خود بھی بطور معاون شامل رہا۔ سابقہ حکومت کا یہ موقف تھا کہ سودی نظام کے خاتمہ کیلئے ہمارے پاس رہنما اصول نہیں ہیں۔ سابقہ حکومت کا خاتمہ بھی اسی بنیاد پر ہوا کہ وہ ہمیشہ اسلام کے نفاذ شریعت کے بل سے منحرف رہی اور آج اپنے اقتدار سے محروم ہوکر عدالت کے کٹہرے میں کھڑی ہے۔ عبدالرحمٰن مدنی نے کہا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کرکے پوری دنیا میں تقسیم کیا جائے گا۔ عبدالرحمٰن مدنی نے کہا کہ اب یہ ذمہ داری فوجی حکومت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس فیصلے پر عملی طور پر ثابت قدمی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کے راستے میں تمام حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرے۔ اور سود کے متبادل نظام کو جلد از جلد رائج کرنے کیلئے اقدامات کرے۔ مولانا عبدالمالک مجاہد نے کہا کہ سپریم کا یہ فیصلہ پاکستان میں حقیقی اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی جانب ایک اہم پیشرفت ہے اور موجودہ حکومت کے سربراہ جنرل پرویز مشرف اپنی تمام توانائیاں اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے پر صرف کردیں۔

روزنامہ اُردو نیوز، جدہ ۲۷ / دسمبر ۱۹۹۹ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

CPL No. 177

Ph: 5866476
5866396

Monthly **MUHADDIS** Lahore

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں...... لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔
- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بُخل کا درجہ رکھتے ہیں...... لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔
- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے...... لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔
- تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
- آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے...... لیکن

ع جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے...... لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

...... اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

محدث

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی شمارہ : ۱۵ روپے   زرِ سالانہ : ۱۵۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL: 99-J, Model Town, Lahore 54700

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ